

سواد اعظم اہل سنت کا ترجمان، دینی، علمی و ادبی ای مجلہ

صدائے بازگشت

ماہنامہ
فروری 2021ء

سارے صحابہ عدل کے ستارے ہیں

نقوشِ طنبر و مزاج: ایک مطالعہ



مذہب حق کی شہزادی
مذہب باطل میں رچے شادی



مسلمان اور موجودہ حالات کے وجوہات:

ذمہ دار کون؟

دینی، علمی، ادبی، اصلاحی، سیاسی، قومی، تحقیقی و تنقیدی
مضامین کا حسینِ رائے مجلہ

مرکز اسلامی برائے تحقیق
حضرت علامہ بریلوی
علامہ جیلانی فیضی
پیشوا دارالعلوم اہلسنت انصار العلوم
مدرسہ اہل بیت و یوسفی

ماہنامہ صبا گشت

فروری
FEBRUARY
2021

جلد نمبر 1

جیف ایڈیٹر
محمد اقصیٰ رحیم قادری فیضی

شمارہ 2

معاون ایڈیٹر
ڈاکٹر قائم الہ آبادی علیگ

جمادی الاخریٰ ۱۴۴۲ھ

سب ایڈیٹر
مولانا محمد اویس رضا قادری

مجلس مشاورت

علامہ فیاض احمد برکاتی مصباحی شراوتی
مفتی عبدالحکیم نوری
علامہ عبدالرشید مصباحی گوندہ
مفتی طاہر حسین فیضی
علامہ ازہر القادری
مفتی امیر حسن امجدی
علامہ اشتیاق احمد قادری لکھنؤ
محسن رضا خیائی پونہ
مفتی مجیب الرحمن مصباحی بلراپور
علامہ اسرار احمد واحدی فیضی

وہانس اپ نمبر

6393021704

Email-baazgashtsadae@gmail.com

شائع کردہ:

خَلِيلُ اللهِ اَكْبَدُ مِي

جمال الدین چافہ پوسٹ برہمن بازار چافہ ضلع سہارن پور

PUBLISHER:

KHALILULLAH ACADEMY
JAMAL DEEHA CHAFA
PO-BARHNI BAZAR CHAFA
DISTT-SIDDHARTH NAGAR (U.P)

مجلس ادارت

مولانا شعیب رضا فیضی
مولانا نعیم الدین برکاتی
مولانا مجیب احمد فیضی
ڈاکٹر محمد توصیف علوی
مفتی ضیاء الحق فیض آبادی
مولانا ارشد خان رضوی
سید نور الحسن نور زوای عزیز
مولانا محسن یو کے

مشمولات

نمبر شمار	کالم	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱	اداریہ	مسلمان اور موجودہ حالت کے وجوہات ذمہ دار کون؟	چیف ایڈیٹر	5
۲	تجلیات قرآن	درس قرآن	مفتی عبدالحکیم نوری	10
۳	تجلیات حدیث	اسلام کی بنیادیں	مفتی محمد شعیب رضا نظامی	12
۴	فقہی مسائل	مسائل شرعیہ	علامہ کوثر امام قادری	14
۵	اسلامیات	سنت رسول کی اہمیت	محمد نفیس القادری	16
۶	فضائل	جمعہ کی فضیلتیں	فہیم جیلانی مصباحی	19
۷	حالات حاضرہ	مذہب حق کی شہزادی، مذہب باطل میں رچائے شادی	محمد اشل حسین گلاب مصباحی	23
۸	تعمیر و ترقی	ملکی ترقی کی اصل شاہراہ کھیت	محمد قاسم ٹانڈوی	27
۹	تہذیب و ثقافت	تہذیب و ثقافت کی محافظ مادری زبان اردو	مفتی فیاض احمد مصباحی	30
۱۰	اصلاح معاشرہ	سجدہ خالق کو اور ابلیس سے یارا نہ بھی	علامہ مجیب احمد فیضی	35
۱۱	آینہ زندگی	زندگی کیا ہے؟	مولانا ضیاء المصطفیٰ ثقفانی	37
۱۲	اصلاح معاشرہ	اتحاد ضروری ہے، مگر کیسے؟	شاہنواز عالم مصباحی ازہری	39
۱۳	نقوش رفتگاں	ملک کی ترقی و آزادی میں مدارس اسلامیہ کا کردار	علامہ فیاض احمد برکاتی مصباحی	42
۱۴	شخصیات اسلام	سارے صحابہ عدل کے ستارے ہیں	روشن رضا مصباحی ازہری	48
۱۵	انوار حیات	حضور شعیب الاولیاء ایک تعارف	محمد افسر علوی قادری	54
۱۶	تعلیم و تصوف	غریب نواز علیہ الرحمہ کی صوفیانہ تعلیمات	محسن رضا ضیائی	57
۱۷	شعروادب	کلام نور کی نرالی طرز	پروفیسر احمد بدر	61

نمبر شمار	کالم	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱۸	گوشہ خواتین	خواتین اسلام اور وقت کی قدر و قیمت	عالمہ ماریہ امان امجدی	65
۱۹	منظومات	نعت رسول اکرم ﷺ	فردوس فاطمہ عبدالسمین فیضی	68
۲۰	تأثرات	واحدی طبی پاکٹ جنٹری	مفتی محمد امیر حسن امجدی	69
۲۱	تبصرہ	نقوش طنز و مزاح ایک مطالعہ	چیف ایڈیٹر	71
۲۲	تبصرہ	ماہنامہ صدائے بازگشت	مولانا ڈاکٹر توصیف علوی	75

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

مسلمان اور موجودہ حالت کے وجوہات ذمہ دار کون؟

چیف ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عنایت فرمایا ہے، اور انسان کو سوچنے، سمجھنے، غلط اور صحیح میں تمیز کرنے کے لئے عقل اور ذہن جیسی قیمتی اور عظیم نعمتوں سے نوازا ہے یہ اس کا احسان و شکر ہے، مگر کہتے ہیں کہ جب تک انسان ذہنی طور پر آزاد ہوتا ہے تب تک اسے غلام نہیں بنایا جاسکتا، ایک آزاد ذہن والے انسان کو قیدی تو بنایا جاسکتا ہے مگر غلام نہیں، انسان جسمانی طور پر غلام تب بنتا ہے جب وہ ذہنی طور پر غلام بن جائے، اس لیے اگر کوئی ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں باندھ دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس نے ہمیں غلام بنالیا۔ جنگی قیدی اور غلام میں فرق ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے ذہن آزاد رکھیں، قید قدرت کے قانون کا حصہ ہے مگر غلامی کا انتخاب انسان خود کرتا ہے۔ مسلمانوں کی نفسیات اور موجودہ حالت کی وجوہات اور ذمہ دار کون؟؟؟ نظریاتی اور فکری لحاظ سے بے اختیار یا غلام قوم صنعتی ترقی نہیں کر سکتی، نظریاتی اور فکری آزادی اور معاشی ترقی کا آپس میں بہت بڑا گہرا تعلق ہے، یا یوں سمجھ لیں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

کی اہمیت، اختیارات اور قومی معاشی اور اقتصادی اصولوں سے واقف ہوگی اور متحد ہوگی تو وہ قوم اپنے جغرافیے کے اندر موجود اپنے تمام وسائل کو اپنے اختیار میں لے گی اور ان تمام وسائل کو پہلے خود پر خرچ کرے گی ان سے اپنی ضرورت پوری کرے گی۔ اس کے بعد جو اضافی وسائل بچیں گے انہیں دیگر اقوام کے ہاتھوں بچ کر اپنی معیشت مزید بہتر کرے گی یہ قومی معاشی اور اقتصادی اصول ہیں، یہی ایک اچھے اور معاشرے میں کامیاب گھر کے بھی اصول ہوتے ہیں اسی اصول و طریقے کے تحت گھر اور اقوام زندہ و تابندہ رہتی ہیں، اور ترقی کرتی ہیں، مگر رشوت خور سے سبھی لوگ نفرت کیوں کرتے ہیں؟؟ کیونکہ رشوت خور آپ کی محنت کی کمائی میں سے آپ سے زبردستی آدھا حصہ لیکر چلا جاتا ہے اور آپ کو اپنے محنت اور پسینے سے کمائے ہوئے روپے کا آدھا حصہ ملتا ہے، سامراجیت بھی ایک قسم کا رشوت خور ہی ہوتا ہے جو آپ کے جغرافیے پر قبضہ کر کے آپ کے وسائل لوٹ کے لیجاتا ہے اور آپ اپنے وسائل کے ہوتے ہوئے بھی ان وسائل کو ترستے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ کا اپنا مال ہوتے ہوئے بھی اسے حاصل کرنے کے لئے تگ و دو د کرتے رہتے ہیں۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ عام رشوت خور چونکہ زبردستی کرتا ہے اس لیے وہ سب کو نظر آ جاتا ہے اور سب لوگ اس سے نفرت و عدوات کرتے ہیں جبکہ سامراجیت قوم کے افکار و نظریات کو ختم

جب ایک قوم نظریاتی اور فکری طور پر آزاد ہوگی تو اس قوم میں سیاسی شعور پیدا ہوگا اور جس قوم میں سیاسی شعور ہوگا وہ قوم منظم اور متحد ہوگی، اور جو قوم منظم اور متحد ہوگی تو وہ قوم اپنے وسائل، اپنے اختیارات، اپنے جغرافیے اور معاشی اور قومی اقتصاد اصولوں سے واقف ہوگی، جب ایک قوم اپنے وسائل، جغرافیے

جب ایک قوم نظریاتی اور فکری طور پر آزاد ہوگی تو اس قوم میں سیاسی شعور پیدا ہوگا اور جس قوم میں سیاسی شعور ہوگا وہ قوم منظم اور متحد ہوگی، اور جو قوم منظم اور متحد ہوگی تو وہ قوم اپنے وسائل، اپنے اختیارات، اپنے جغرافیے اور معاشی اور قومی اقتصاد اصولوں سے واقف ہوگی، جب ایک قوم اپنے وسائل، جغرافیے

ہم پر سامراجیت تھوپنے کی تیاری کر چکی ہے، مزید اسی لئے حکومت نے ہمارے افکار نظریات اور ہماری پہچان، ہماری تاریخ کو گمنام اور بدنام کر دیا، مسلمانوں کی سیاست اور تنظیم ختم کر کے مسلمانوں کو منتشر اور تقسیم کر دیا اور پھر نصاب تعلیم میڈیا اور ہر فورم کے ذریعے مسلمانوں کے ذہنوں و فکر میں اپنی نظریات گھسا کر مسلمانوں کو اپنا غلام اور محتاج بنانے کی کوششیں جاری و ساری ہیں اور یوں ہی سامراج مسلمانوں کے وسائل پر قابض ہونے کی لگاتار سعی لا حاصل کرتا رہا ہے۔

ہندوستان مسلمانوں کا سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ملک ہے مگر یہاں کے وسائل پر سامراج با آسانی قابض ہو رہی ہے۔۔۔ کیسے؟ اس کے تین وجوہات یہاں قابل ذکر ہیں۔

کیونکہ ہندوستان کے لوگوں نے ا، ب، پ اور A, B, C تو سیکھ لیے ہیں مگر ا، ب، پ اور A B C کو جوڑ کر انہوں نے وہ الفاظ، وہ جملے اور وہ نظریات پڑھی ہیں جو سامراج انہیں پڑھانا چاہتا ہے۔ ہم لوگوں کو سامراجی نصاب کے ذریعے اپنی نظریات، اپنی افکار اور اپنے وطن سے دور کر دیا گیا ہے، ہم لوگوں کی ایسی ذہن سازی کی گئی ہے کہ ہم لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہوئے بھی آپس میں منتشر ہوتے جا رہے ہیں، کچھ دقیانوسی خیالات والے کہہ رہے ہیں کہ ہندوستان والے اپنا جحرافیہ اور مسلمان مسلمان بھائی بھائی والے صدیوں پرانے فلسفے میں اٹکے رہیں گے جو موجودہ دور میں فرسودہ ہو چکا ہے۔ ہم لوگوں کو اپنے جحرافیہ، وسائل، اختیارات، قومی معیشت اور صنعت بلکہ قومیت کا ہی نہیں معلوم کہ قوم کیا ہوتی ہے ہم لوگ تو ملک کو قوم کہتے ہیں اور ہماری ایسی ذہن سازی کی گئی ہے کہ ہم لوگ آزادی اور خود مختاری جیسے الفاظ سے خوفزدہ ہیں اور خوف کی وجہ سے ہم ان الفاظ سے

کر کے قوم کو اندھا، گونگا اور بہرا بنا دیتا ہے اور یوں سامراج کی رشوت خوری قوم کو نظر نہیں آتی، وترستے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جس قوم کی اپنی نظریات اور اپنے افکار اور اپنی پہچان باقی نہیں رہتی اس قوم میں سیاسی شعور ختم ہو جاتا ہے۔

جس قوم میں سیاسی شعور نہیں ہوگا اس قوم میں اجتماعی شعور نہیں ہوگا، اور جس قوم میں اجتماعی شعور نہیں ہوگا وہ تقسیم اور منتشر ہوگی، وہ قوم متحد اور منظم ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر جو قوم تقسیم اور منتشر ہوگی منظم اور متحد نہیں ہوگی مزید نظریاتی اور فکری طور پر خالی ہوگی وہ قوم سامراجی نظریات اور افکار کی محتاج ہوگی اور انہیں اپنائیگی، جو قوم سامراجی نظریات اور افکار کو اپنائیگی وہ قوم سامراجی کی غلامی میں چلی جاتی ہے اور جو غلام ہوتے ہیں کچھ نہیں کر پاتے سوائے اس کے کہ وہ اپنے آقاؤں کے سامنے دُم ہلاتے ہوئے پھریں۔ ان کے بنائے ہوئے قانون پر عمل کریں۔ جب وہ کھڑے ہونے کے لئے کہیں تو کھڑے ہو جائیں اور جب وہ آقا بیٹھنے کے لئے بولیں تو بیٹھ جائیں، قارئین کرام !! آج اسی تناظر میں جب ہم قوم مسلم کو دیکھتے ہیں تو آج ہماری حالت بالکل اسی طرح ہے، آج ہمارے افکار و نظریات، قوم مسلم کی پہچان کو تبدیل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

حکومتیں ہمارے نام و نشان کو مٹانا چاہتی ہیں۔ کبھی ہمارے انکار و نظریات پر حملہ کیا جاتا ہے، تاریخوں سے ہمارے نام و نشان کو مٹانے کی کوششیں زور و شور سے جاری ہیں۔ کبھی طلاق ثلاثہ کے بہانے، کبھی باری مسجد کے بہانے، کبھی ہندوستانی ہونے کے ثبوت دینے کے بہانے، کبھی غی قومی تعلیمی پالیسی کے بہانے، کبھی دینی مدارس کو بند کرنے کے بہانے، کبھی این پی آر، این آر سی، کے بہانے اور کبھی لو جہاد کے بہانے، الغرض حکومت مکمل طور سے

تعلیمی، اقتصادی، اور سماجی پسماندگی ہندوستان میں ہی نہیں؛ بلکہ دنیا بھر میں مشہور ہے، ہندوستانی مسلمانوں کی محرومی و پسماندگی کی اپنی ایک مستند تاریخ ہے جو خصوصاً سچر کمیٹی اور رنگا ناتھ مشرا کمیشن کی رپورٹ کے بعد کے حالات کا جائزہ پیش کرتی ہے۔

(1) (سچر کمیٹی اور رنگا ناتھ مشرا کمیشن) رپورٹس کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سچر کمیٹی رپورٹ کے مطابق مسلم معاشرہ بہت ہی زیادہ محرومیت کا شکار ہے، خاص طور پر ترقی کے تمام شعبوں میں (ایس سی ایس ٹی) سے بھی پیچھے ہے، اور رنگا ناتھ مشرا کمیشن رپورٹ کے مطابق بھی مسلمان بہت ہی زیادہ پسماندگی کا شکار ہے، RMC نے آزاد ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار اس بات کی سفارش کی تھی کہ 1950ء کے سپریم کورٹ کے فیصلہ کو ترمیم کر کے اقلیتوں بشمول مسلم اقلیت کو ریزرویشن ملانا چاہیے رپورٹ کے مطابق مسلمان SC اور ST کی طرح بالکل پسماندہ ہیں، یہاں تک کہ OBC ہندو سے بھی زیادہ پسماندہ اور پیچھے ہیں، پھر اس رپورٹ کے بعد کیا ہوا؟ حکومت نے اس کمیٹی کی کتنی سفارشات کو نافذ کیا؟ اور کیسے کیا؟ مسلمانوں کی اقتصادی، سماجی اور تعلیمی حالات کو بہتر بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے؟ یہ سارے سوالات کہاں گئے، قارئین کرام! ملک کے وسائل پر مسلم اقلیت کا سب سے پہلا حق ہے اور انہیں کی کوششوں کی وجہ سے مسلمانوں میں تعلیم کو فروغ دینے کے لیے بہت محنت کی گئی، عرب ممالک اور دوسرے ملکوں میں بھی مختلف پروگراموں میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی حالت پر توجہ دے۔

(2) ایک رپورٹ کے مطابق مسلمان تعلیمی اعتبار سے OBC سے بھی پیچھے ہیں، 2011 کی رپورٹ کے مطابق

نفرت کرتے ہیں اسے گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں حالانکہ خود مختاری، ہی وہ واحد چیز ہے جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں اور خوشحالی، سکون، امن، تحفظ، انصاف، عزت اور سب کچھ پاتی ہیں، آج کھل کر بات کرتے ہیں۔

خیال کریں اور سوچیں کہ اگر سعودی عرب یا متحدہ عرب امارات کے تیل کا اختیار فرانس کے ہاتھ میں ہوتا تو کیا سعودی عرب آج اتنا امیر ہوتا؟ ہرگز نہیں۔ اس تیل کا آدھا حصہ تو فرانس ایسے لے جاتا کہ اس کا اختیار ان کے ہاتھ میں ہے لہذا عرب کی معیشت اور اقتصاد تو صرف اس ایک اختیار کی شغفنگ میں آدھی ہو گئی، عرب اپنا اضافی تیل دنیا کو بیچ کر امیر ہوئے ہیں مگر اس بے اختیاری کی حالت میں عرب کو اپنی قومی مارکیٹ بچانے کے لالے پڑ جاتے دیگر دنیا کو تیل بیچنا تو بہت بڑی بات ہے، اسی طرح سامراجیت نے بھی ہمارے وسائل کا اختیار اپنے ہاتھ میں لیکر ہمارے وسائل کو بلاوجہ تقسیم کر دیا اور ہمارے قومی وسائل آدھے سے بھی کم رہ گئے۔ ایک قوم معاشی اور اقتصادی ترقی کیسے کرتی ہے؟ جب ایک قوم کے پاس اضافی وسائل ہوں تو وہ ان اضافی وسائل کو دیگر اقوام کے ہاتھ بیچ کر دولت کماتی ہے اور اس طرح اس دولت کو قوم کی ترقی اور دفاع پر خرچ کیا جاتا ہے اور قوم معاشی اور اقتصادی ترقی کرتی ہے مگر جناب یہاں تو معاملہ الٹا ہے یہاں عجیب و غریب طریقے کے ساتھ بلاوجہ ہمارے وسائل کو انتہائی بھونڈے انداز میں تقسیم کر دیا گیا ہے، ایک قوم معاشی طور پر مضبوط ہی تب ہوتی ہے جب اس قوم کے وسائل کے لحاظ سے اس کا خرچ کم اور کمائی زیادہ ہو مگر یہاں مسلم قوم کیا خاک ترقی کرے گی کہ اضافی وسائل مفت میں کسی اور کے حوالے کر دیئے اور خود پائی پائی کو ترس رہے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کی جو صورت حال ہے اس سے ہر کوئی آشنا ہے، ہماری

تصور مثبت میں پیش کرتا ہے دوسری طرف گودی میڈیا ہے، جو ہر وقت مدارس کے خلاف، مسلمانوں کے خلاف زہراگتار رہتا ہے اور موقع کی تلاش میں رہتا ہے، اور چیخ چیخ کر مسلمانوں کو دہشت گرد اور جہادی قرار دیتا ہے، یہاں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے اور ان مدارس کو فنڈنگ بھی دہشت گرد تنظیمیں کرتی ہیں۔ مگر اسکے برعکس یہاں پڑھنے والے عموماً غریب فیملی کے بچے ہوتے ہیں؛ اس لیے حکومت نے اس بچوں کے لیے NIOS کو تشکیل دیا؛ تاکہ وہ بچے اوپن سے اسکول کا سرٹیفکیٹ حاصل کر سکیں۔

(3) مسلمانوں کی بے روزگاری، ملازمت اور بینکوں میں پیسے جمع کرانے سے متعلق معلومات رپورٹس یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد چھوٹے چھوٹے بزنس اور کاموں پر بھروسہ کرتی ہے، جس میں نہ کوئی تحفظ ہے اور نہ ہی زیادہ آمدنی؛ بلکہ بہت سے مسلمان تو روایتی پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں جیسے ریشم، چمڑے اور درزی وغیرہ، (مگر جب سے

مودی حکومت آئی ہے تب سے یہ کام بھی بند ہو گئے ہیں جیسے چمڑے وغیرہ) اسی طرح مسلمان سرکاری ملازمت میں بھی نہ کے برابر ہیں، خواہ وہ مرکزی سطح پر ہو یا صوبائی سطح پر، رپورٹ کے مطابق صرف 60:00 فیصد مسلمانوں کا بینک اکاؤنٹ ہے، جبکہ 40:00 فیصد کے پاس کوئی اکاؤنٹ نہیں ہے، قرض وغیرہ لینے کے لیے وہ اپنے رشتہ دار، دوست اور پڑوسی وغیرہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، صرف 50:00 فیصد مسلمانوں نے قرض لینے کے لیے بینک میں درخواست دی ہے اور صرف 10.7% فیصد گھربنانے کے لیے اور 10:08 فیصد لوگوں نے تعلیم کے لیے قرض کے لئیرخواستیں دی ہیں۔

چونکہ اسلام میں سود کا روبا روبا اور لین دین حرام ہے، اس لیے RBI

مسلمانوں میں صرف 68.5% فیصد لوگ پڑھے لکھے ہیں، سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق 25% فیصد مسلم بچوں نے اسکول کا منہ تک نہیں دیکھا، جبکہ دوسرے طبقات کے لوگ 94% فیصد، 84% فیصد پڑھے لکھے ہیں، سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مسلم لڑکیاں بھی تعلیم میں بہت پیچھے ہیں، اور بی جے پی، آریس ایس اور اس کی تمام شاخیں ہر وقت مخالفت کے لیے کھڑی رہتی ہیں، اور بہت سارے اسکیموں کو پاس نہیں ہونے دیتی ہیں، جب ہم دینی مدارس کے تعلق سے بات کرتے ہیں کہ مدارس کے اندر قرآن، حدیث، فقہ، اسلامی فلسفہ اور جنرل سائنس وغیرہ پڑھایا جاتا ہے، ان مدارس میں کسی بھی طرح کی غلط چیزیں نہیں پڑھائی جاتیں، جو ملک یا ملک میں رہنے والے دوسروں لوگوں کے خلاف ہوں، مگر گودی میڈیا چیخ چیخ کر مدارس کو پوری دنیا میں بدنام کرنے پر تلا ہوا ہے۔

(ابھی 7 جنوری 2021 کی ایک رپورٹ دیکھیں۔ جمہوری ملک میں دینی مدارس پر کھل کر حکومت کی طرف سے نشانہ سادھا گیا ہے۔ جس میں سرنی لگی ہے۔ ہند، نیپال سرحد پر واقع 300 مدارس خفیہ ایجنسیوں کے رڈار پر۔

مساجد و مدارس کی ضرورت اور ان کی آمدنی کے ذرائع کا پتہ لگایا جا رہا ہے، اور ان مدارس کی ہر طرح سے جانچ کرائی جا رہی ہے۔

اگر ہم بات کریں میڈیا کی، تو اس وقت ہندوستان کا میڈیا دو خانوں میں بٹا ہوا ہے، ایک غیر جانبدار میڈیا جو مدارس کو مثبت انداز میں پیش کرتا ہے اور لوگوں کو بتاتا ہے کہ یہاں صرف اسلامی علوم کے ساتھ عصری علوم و فنون بھی سکھایا اور پڑھایا جاتا ہے تاکہ مسلمان اپنے مذہب کی حفاظت کر سکیں اور اس پر عمل کر سکیں، نیز مسلمانوں کی

علامہ نظام احمد مصباحی

کورضا اکیڈمی ضلع مہراجن کا صدر مقرر کیا گیا

مورخہ 29 ربیع الاخر 1442ھ مطابق 15 دسمبر 2020 بروز منگل کو علامہ نظام احمد خان مصباحی کورضا اکیڈمی ضلع مہراجن گنچ پوٹی کا صدر مقرر کیا گیا۔ صدر رضا اکیڈمی الحاج سعید نوری صاحب کی جانب سے اجازت نامہ دیا گیا، اس شرط کے ساتھ کہ یہ مسلک اعلیٰ حضرت پر ہمیشہ قائم رہیں گے، اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے اور رضا اکیڈمی کے تمام اصول و ضوابط اور قوانین کی پابندی کرتے رہیں گے، اس حسین موقع پر علماء کرام، ائمہ عظام، مشائخ کرام نے اور تحریک پیغام انسانیت انڈیا کے اراکین نے مبارکبادی دیتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔ الحاج سعید نوری صاحب کے حسن انتخاب اور مدبرانہ بصیرت نے اہل مہراجن گنچ کو ایک انمول تحفہ عطا فرمایا، حضرت علامہ نظام احمد مصباحی صاحب، قوم و ملت کا سچا درد رکھتے ہیں۔ غریب، کمزور، اور ضرورت مندوں کا مالی تعاون کرنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں، آپ نے اسی وجہ سے تحریک پیغام انسانیت انڈیا کو قائم کر کے پریشان حال علماء، عوام، ائمہ کرام کی اب تک کافی مالی تعاون کر چکے ہیں، اور آگے بھی کرتے رہیں گے، نیز اشیاء خورد و نوش، ٹھنڈک میں کھل وغیرہ تقسیم کر چکے ہیں، مبارکباد پیش کرنے والوں میں مولانا شمیم الدین رضاشمی، ڈاکٹر قائم الاعظمی علیگ، مولانا اختر رضا، علامہ صاحب علی چتر ویدی، مفتی عبدالحکیم مصباحی نوری، علامہ مشتاق احمد نظامی، مولانا انیس الرحمن حنفی، مولانا آصف رضاتویری، ڈاکٹر محمد توصیف علوی، مولانا خورشید احمد نظامی، اور تحریک پیغام انسانیت کی صدر ساجد علی خان، نائب صدر ریاض احمد خان، نائب ناظم معراج احمد ضیائی، مشیر اعلیٰ سحان اللہ خاں، نگران حافظ وقاری غیاث الدین خاں نوری، خازن سراج احمد نظامی وغیرہ نے مبارکبادی پیش کر کے ان کے لئے دعائیں بھی کی۔

سے اسلامک بینکنگ کی اجازت طلب کی گئی تھی، مگر اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ قانون بنا کر لانا چاہیے، 2013ء میں وزیر خزانہ نے اسلامک بینکنگ کے تعلق سے RBI کی رائے طلب کی تھی، فروری 2017ء میں اس نے اپنی رائے submit کر دی، مگر اب تک اس پر حکومت نے ایکشن نہیں لیا 23 نومبر 2016 کی رپورٹ دیکھیں۔ (ریزرو بینک آف انڈیا نے حال ہی میں ہندوستان میں اسلامی بینکنگ نظام نافذ کرنے کی تجویز پیش کی ہے واضح ہو کہ دسمبر 2015 میں RBI نے مذکورہ رپورٹ حکومت کو پیش کی، جو کہ اس کی ایک سب کمیٹی نے تیار کی تھی، اور اس میں باب غیر سودی بینکنگ کے سلسلے میں رکھا گیا اور اس کی اہمیت ظاہر کی گئی تاکہ اس نظام سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچے) اب تک کوئی امید بھی نہیں بچی ہے۔ حالانکہ عالمی سطح پر اسلامک بینکنگ کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہے، اسلامی ملکوں میں ہی نہیں بلکہ مغربی ممالک میں بھی اسلامک بینکنگ کا چلن عام ہے اسی طرح برطانیہ، جاپان، سنگاپور، ہانگ کانگ اور دوسرے ممالک میں اسلامک بینکنگ کے سینٹرز بنے ہوئے ہیں اور لوگوں کا رجحان بھی اس طرف بڑھ رہا ہے۔ وکی پیڈیا رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں مسلم وقف کی جائیداد لاکھوں ہزار کروڑ ہیں اور ان کی سالانہ آمدنیاں بھی بے پناہ ہیں؛ لیکن ان کا استعمال صحیح طور پر نہیں کیا جا رہا ہے، زیادہ تر حصہ حکومت اور وقف جائیداد کے ذمہ داران ہضم کر جاتے ہیں۔

درس قرآن

مفتی عبدالحکیم نوری
چیف ایڈیٹر سہ ماہی ندائے حنفی

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ

ترجمہ: اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں (کنز الایمان)

تفسیر: قرآن مقدس کی پہلی سورت میں رب کائنات نے قرآن کریم کی عظمت کو بیان کرنے کے بعد ان کا ذکر فرمایا جو کتاب الہی پر ایمان لانے کے ساتھ یوم آخرت پر صمیم قلب کے ساتھ ایمان رکھتے تھے۔ ان کو فلاح و کامرانی کا مزدہ جانفزا سنانے کے بعد ان پر وعیدوں کا ذکر فرمایا جو کھلے طور آیات الہی اور حشر و نشر کے منکر ہیں۔

کھلے کافروں پر وعیدوں کو ذکر فرمانے کے بعد ان چھ کافروں پر وعیدوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ جو کافروں میں بدتر اور سخت ترین غضب الہی کے مستحق ہیں۔ چونکہ یہ لوگ کفر کی نجاستوں کے ساتھ ٹھٹھا بازی اور فریب کاری میں ملوث ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے ہر انجام کو علحدہ طور پر بیان فرمایا ہے۔ انہیں وَمَا يَشْعُرُونَ فرما کر ان کی

جہالت و سفاہت کی نشاندہی کر دی ہے۔ اُولَٰئِكَ الَّذِينَ اسْتَرَوْا الضَّلَالَةَ فرما کر ان کی بے وقعتی کا اظہار کر دیا۔ اور يَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ فرما کر ان کی سرکشی کو بیان فرمانے کے بعد اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ارشاد فرما کر جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں جانے کا فیصلہ فرما دیا ہے۔

چونکہ منافقین اندر سے کافر اور ظاہری طور پر اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے مدعی تھے۔ اہل اسلام کو نقصان اور ان سے فائدہ حاصل کرنا ان کا مشن تھا، ایسوں کے بارے میں خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ کہ وہ لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔

چونکہ منافقین یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں دونوں پر

ایمان لانا اس بات کی دلیل ہے کہ ہم ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں، جن پر ایمان لانا لازم و ضروری ہے۔ اس لئے کہ ایمانیات میں مبداء۔ اللہ پر ایمان

لانا ہے۔ اور معاد۔ آخرت پر ایمان لانا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو دور حاضر کے صلح کلی انہیں اوصافِ رذیلہ سے متصف ہیں، جو منافقین کے ساتھ مخصوص تھے۔ اگر ان کے اندر بزدلی نہ ہوتی تو ایک مسلک کے پیروکار ہوتے۔ گویا صلح کلیت اور منافقت میں تلازم ہے، نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔“

قبول نہیں وہ کھلے کافروں سے بدترین ہیں۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں جلوہ فرما رہے وہاں کسی منافق کا پتہ نہیں چلتا۔ اور جب مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے تو منافقین کا پتہ چلتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے قرب وجوار میں یہودی آباد تھے وہ اپنی شاطرانہ چال میں مشہور تھے۔ علامہ بیضاوی کی تحقیق کے مطابق یہودی ہی منافقت کا کردار ادا کر رہے تھے۔

چونکہ ظاہر طور پر مسلمان تھے، انہیں پہچاننا آسان نہ تھا۔ نگاہ نبوت ہی کا کمال تھا کہ نام لے کر ایک ایک منافق کو مسجد سے باہر نکلوا دیا۔ کفار مکہ اور منافقین میں بڑا فرق یہ تھا، کہ کفار مکہ بزدل نہ تھے، جبکہ منافقین کم ہمت اور بزدل تھے۔ ویسے بزدل ہی منافق ہوتا ہے۔ اگر خوف و دہشت سے لرزہ براندام نہ ہو تو اپنے باطنی کفر کا اظہار کر دیتا۔

عزیزم حضرت مولانا محمد قمر انجم فیضی صاحب

مدیر اعلیٰ ماہنامہ صدائے بازگشت

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ.....

ماہنامہ صدائے بازگشت ماہ جنوری 2021ء کا پہلا شمارہ دیکھ

کراپنے آپ میں عجیب خوشی کا احساس ہوا۔ ع

ہزاروں سال نرگس اپنے بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و بر پیدا

سالوں کی محنتیں کاوشیں رنگ لائیں جو آج مذہبی سیاسی قومی

مضامین کی صورت میں بیشتر اخبار و رسائل کی زینت ہیں اسی کی

ایک کڑی ماہنامہ صدائے بازگشت ہے فروغِ اردو اور قوم و ملت

کی اصلاح کا یہ جذبہ بیکراں خالقِ ارض و سماء سلامت رکھے علم

و عمر میں برکتیں فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقط والسلام

غلام جیلانی فیضی

پرنسپل دارالعلوم اہل سنت انصار العلوم دھواڑ و ضلع بلرام

پور، یوپی

مفتی محمد شعیب رضا نظامی فیضی
چیف ایڈیٹر ہماری آواز ای میگزین

اسلام کی بنیادیں

congregational) prayers dutifully
and perfectly.

3. To pay Zakat (i.e. obligatory
charity).

4. To perform Hajj. (i.e.
Pilgrimage to Makkah)

5. To observe fast during the
month of Ramadan.

اردو ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسلام کی
بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اول گواہی دینا کہ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد اللہ کے سچے
رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج
کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"

فوائد ومسائل:- اس حدیث کی تخریج
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے امام بخاری نے
ایک جگہ، امام مسلم نے 4، امام ترمذی نے 2، امام نسائی
نے ایک اور امام احمد ابن حنبل نے 4 مقام پر روایت

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا
حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ
عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَبِيِّ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةٌ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
وِإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ
رَمَضَانَ

(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 7، حدیث مرفوع،
متفق علیہ)

Narrated Ibn 'Umar (RA) :

Allah's Apostle? said: Islam is
based on (the following) five
(principles):

1. To testify that none has the
right to be worshipped but Allah
and Muhammad? is Allah's
Apostle(Messenger).

2. To offer the (compulsory

کی ہے۔ نماز۔ قبل ہجرت معراج مبارک میں فرض اسلام مثل خیمہ یا چھت کے ہے اور یہ پانچوں اس کے وہ ستون ہیں جن میں سے کسی ایک کا انکار پوری عمارت یعنی اسلام منہدم کر دے گا۔

عام طور سے عمارتوں کے چار دیواریا ستون ہوتی ہیں یہاں بھی وہی بات ہے کہ اول الذکر اصل بنیاد ہے اور مابقیہ بھی بنیاد ہیں مگر فرعی کیونکہ پہلے کا تعلق ایمان سے ہے اور بقیہ چاروں کا تعلق میدان عمل سے ہے لہذا خدا و رسول پر ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں۔

ایمان دل کی کیفیت کا نام ہے جو تصدیق بالقلب کہلاتی ہے، اقرار باللسان اور عمل علی الاحکام اس کے اجزا نہیں۔ البتہ اقرار باللسان اجراء احکام کے لیے شرط ہے جو بعض مواقع مثلاً اکراہ کے وقت ساقط ہو جاتی ہے اور احکام پر عمل پیرا ہونا علامت ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان کے ساتھ اسے واحد و یکتا اور لا شریک ماننا ضروری ہے یونہی حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ کا بندہ و رسول ماننے کے ساتھ انکے فضائل و کمالات کا اعتراف بھی ضروری ہے مثلاً آپ کو سید الانبیاء، خاتم النبیین، مالک و مختار، صاحب شفاعت و جنت، علم غیب کا جانکار وغیرہ۔

☆ ان شاء اللہ ان پر مفصل تحریر آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

فقہی مسائل

مولانا محمد کوثر امام قادری

مسجد کا بیان

مسجد سے متصل اونچا مکان بنانا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس مسجد کے قریب کوئی اونچی عمارت ہو تو اس مسجد میں نماز جائز نہیں۔ تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب۔ یہ محض جاہلانہ اور باطل خیال ہے۔ شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ کعبہ معظمہ کے گرد مکہ مکرمہ میں بہت بلند بلند کئی منزل کے مکانات ہیں جو ظاہر کعبہ معظمہ سے بہت اونچے معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ نہ کوئی مکان کعبہ معظمہ سے اونچا ہو سکتا ہے نہ کسی سے (اس لئے کہ) کعبہ و مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اتنی جگہ کے محاذی (مقابل) ساتوں آسمان تک سب مسجد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۵۸۸ انوار الحدیث)

مسجد میں مٹی کا تیل جلانا کیسا ہے؟

سوال ۲۔ بعض جگہ دستور ہے کہ لوگ لالٹین یا گیس میں مٹی کا تیل ڈال کر مسجد میں جلاتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے۔ مگر جب کہ اس کی بو (بوئذروغیرہ کے ذریعہ) بالکل دور کر دی جائے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۳۵۸ المحفوظ حصہ دوم)

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

سوال ۳۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مسجدوں میں آکر دنیاوی گفتگو، ہنسی، مذاق، جھوٹ اور فریب وغیرہ کی باتیں

کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض خدا ناترس حسب معمول گالیاں تک بک دیتے ہیں۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب۔ مسجد میں دنیا کی جائز بات کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جیسے چوپایا گھاس کو کھا جاتا ہے۔ بیہقی شریف میں ہے ”یأتی علی الناس زمان یکون حدیثہم فی مساجد ہم فی امر دنیاہم فلا تجابسوہم فلیس للہ فیہم حاجۃ“ یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی دنیاوی گفتگو مسجدوں میں ہوگی تو تم ان کے پاس مت بیٹھنا اللہ عز وجل کو ان کی کچھ پرواہ نہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۷۱)

نوٹ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے فقیر کا رسالہ ”مسجد کے آداب و مسائل کا مطالعہ کریں۔“

مسجد میں افطاری کرنا کیسا ہے؟

سوال ۴۔ ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ رواج ہے رمضان المبارک میں لوگ عام طور پر مسجد ہی میں روزہ افطار کرتے ہیں۔ یہ شرعاً کیسا ہے۔

جواب۔ اگر خارج مسجد کوئی ایسی جگہ ہو کہ وہاں افطار کر سکیں تو مسجد میں افطار نہ کریں۔ ورنہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔ اب افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش اور چٹائیاں آلودہ نہ کریں۔ (بہار شریعت ج ۱۶۔ الملفوظ ج ۲ ص ۱۱۸ مطبوعہ بریلی)

بیڑی وغیرہ پی کر فوراً مسجد میں جانا کیسا ہے؟

سوال ۵۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں لوگ افطاری سے فارغ ہونے کے بعد بیڑی، سگریٹ، یا حقہ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اور منہ میں بو ہوتے ہوئے مسجد میں جاگھتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

جواب۔ یہ ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۴۴۶ بہار شریعت)

وضو کا پانی مسجد میں جھاڑنا کیسا ہے؟

سوال ۶۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑ دیتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ یہ ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۴۴۰ بہار شریعت ج ۳ ص ۱۸۳) وغیرہ۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ۷۔ ممبئی وغیرہ شہروں میں جو رواج ہے کہ نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھ لیتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

جواب۔ ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ ”من صَلَّى على جنازة في المسجد فليس لي شئ“ یعنی جو مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ یا اس کی نماز جنازہ نہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹) اور مجتہد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک مسجد میں جنازہ مطلقاً مکروہ ہے۔ اگرچہ میت مسجد کے باہر ہو۔ یہ ارنج و اصح و مختار و ماخوذ ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۲)

کیا مسجد میں عمامہ بیٹھ کر باندھا جائے؟

سوال ۸۔ بعض عوام میں مشہور ہے کہ مسجد میں عمامہ بیٹھ کر باندھنا

چاہئے۔ تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب۔ غلط ہے۔ عمامہ ہر جگہ، ہر دم کھڑے ہو کر باندھنے کا حکم ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے ”علیک ان تتسروا لتاعدواو تعم قائماً“، یعنی تم پر لازم ہے کہ پانچامہ بیٹھ کر پہنو، اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو۔

مسجد کی چٹائی رومال سے جھاڑ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ۹۔ بعض لوگ کپڑے کو گردوغبار سے بچانے کے لئے مسجد کی چٹائی جھاڑ کر گردوغبار مسجد کے فرش پر گرا دیتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟

جواب۔ یہ غلط کرتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ چٹائی کے گردو غبار کو جھاڑ کر مسجد کے فرش پر کرنا منع ہے۔ یہ بالکل ایسا ہے جیسے کوئی اپنے پہنے ہوئے کپڑے سے گندگی پونچھ کر اپنے بدن میں مل لے۔ اسے کون پسند کرے گا؟ اصل مسجد فرش ہے، اور چٹائی وغیرہ اس کا لباس۔ (مقدمہ منہ القاری)

مسجد میں سونا کیسا ہے؟

سوال ۱۰۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مسجدوں میں سوتے ہیں رات ہو یا دن۔ تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ مسجدوں میں کھانا اور سونا معتکف اور پردہ کیلئے جائز ہے۔ اور دوسرے کو مکروہ ہے۔ واکرہ اکل ونوم الامعتکف وغریب یعنی مسجد میں کھانا اور سونا مکروہ ہے مگر معتکف اور پردہ کیلئے جائز ہے۔

نوٹ: جو شخص مسجد میں داخلہ کے وقت اعتکاف کی نیت کر لے اور اس میں کچھ ذکر و اذکار کے بعد کھانا، پینا یا سونا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (رد المحتار)

سنت رسول کی اہمیت

محمد نفیس القادری

جب ہر چہار جانب مثل مقدس خوشبو عمل سنت کی بہار آگئیں
تھیں مثل پروانہ، عاشقانِ رسول ﷺ سنتِ رسول ﷺ کی شمع
پر زندگیاں قربان کرنا مقصود زندگی سمجھتے۔ تاریخ امتِ محدیہ
اس امر حق پر شاہد ہے کہ زمانے کے فتنوں، جہالت و بد مذہبی
کی تاریکیوں، روشن خیالیوں کے تیز تر جھوٹوں نے اس شمع کو
گل کرنا چاہا۔ مگر! تاریخ کے اوراق یہ بتاتے ہیں کہ میرے
پیارے آقا ﷺ کی سنت وہ شمع ہے کہ جس پر فدا ہونے والے
عشاق کو نہ تو زمانے کے فتنے دور کر سکے نہ ہی جہالت و
بد مذہبی کی تاریکیاں ان پروانوں کے قریب آسکی، اور نہ ہی
روشن خیالیوں کے تیز تر جھوٹوں کے قدم اکھاڑ سکے۔

اے، عاشقانِ رسول کریم ﷺ اپنے آقا کریم ﷺ کی
سنتوں کا علم حاصل کیجئے، کہ ہر انسان محتاجِ تقلید ہے۔ اور ہمیں
حکم ہے اپنی زندگی کے ہر پہلو اپنے ہر قول و فعل کو تقلیدِ رسول
میں گزارنے کا اور عمل کرنے کا۔ اور ایک مسلمان اور سرکارِ
دو عالم ﷺ کے مطیع غلام ہونے کے ناطے لازم و ضروری ہے
کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو
ں اور حضور ﷺ کی سنتوں کو عمل کے ذریعے خوب عام کریں،
کیونکہ نبی کریم ﷺ کے طریقوں پر عمل کرنا ہی ہمارے لئے
بلند درجات کا ذریعہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری
تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ۔ ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر

مذہبِ اسلام میں نبی کریم کی سیرت مبارکہ اور آپ کی سنت
مقدسہ کی اتباع اور پیروی ہر مسلمان پر واجب و لازم ہے۔ اسی
لئے آسمان امت کے چمکتے ہوئے ستارے، ہدایت کے چاند
تارے، اللہ و رسول کے پیارے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما
آپ کی ہر سنت کریمہ کی اتباع اور پیروی کو اپنی زندگی کے ہر
قدم پر اپنے لئے واجب العمل سمجھتے تھے اور بال برابر بھی کبھی
کسی معاملے میں بھی اپنے پیارے رسول کریم ﷺ کی مقدس
سنتوں سے انحراف یا ترک گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے: أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ
أَطِيعُوا الرَّسُولَ

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ اور حکم مانو
رسول کا۔ (سورہ نساء، آیت 59)

ہمارے پیارے آقا نے ارشاد فرمایا۔ جس نے میری سنت سے
محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ
جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب
کہا ہے۔

انہیں جانا انہیں ماننا نہ رکھا غیر سے کام

لہذا محمد میں دنیا سے مسلمان گیا

کیا ہی اچھا وہ دور تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کا
آفتاب عروجِ اقبال پر تھا، تعریف و تحسین کن کلمات سے
کروں کہ

ہے۔ (پ 21، الاحزاب 21 : کنز الایمان)

بلند درجات کا ذریعہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ ترجمہ : بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر

ہے۔ (پ 21، الاحزاب 21 : کنز الایمان)

حضور صدرُ الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزانُ العرفان میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں : ان کی اچھی طرح اتباع کرو اور دین الہی کی مدد کرو اور رسول کریم ؟ کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب و تکالیف پر صبر و شکر کرو اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔ مُفسّر شہیر حکیم الأُمّت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ خزانُ العرفان میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں : کہ حضور ﷺ کی زندگی سارے انسانوں کے لیے نمونہ عمل ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی زندگی کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا۔ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زور و صنعت صرف کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو ان کے نقش قدم پر عمل پیرا ہو، اگر ہمارا جینا، مرنا، سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، حضور ﷺ کے نقش قدم پر ہو جائے تو یہ سارے افعال عبادت بن جائیں۔ نمونہ عمل میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔

(۱) اسے ہر طرح مکمل بنایا جاتا ہے (۲) اس کو بیرونی غبار سے پاک رکھا جاتا ہے، (۳) اس کو چھپایا نہیں جاتا، (۴) اس کی تعریف کرنے والے سے صانع (یعنی بنانے والا) خوش ہوتا ہے، (۵) اس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے۔ نبی کریم

ﷺ میں یہ پانچ باتیں موجود ہیں۔ (نور العرفان، پ 21)

(الاحزاب، تحت الآیۃ 21 :)

سنت کو مضبوطی سے تھام لو۔ حضرت سیدنا عمر باض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ امت میں کثیر اختلافات دیکھے گا ایسے حالات میں تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین کے طریقے کو مضبوطی سے تھام لو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بیشک اس دین کی ابتداء غریبوں سے ہوئی اور عنقریب یہ اسی طرف لوٹ آئے گا جس طرح اس کا آغاز ہوا تھا، پس غریبوں کو مبارک ہو۔ عرض کیا گیا : یا رسول اللہ ! غریب کون ہیں؟ فرمایا : وہ لوگ جو میری سنتیں زندہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو سکھاتے ہیں۔ احادیث مبارکہ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے اپنے نبی کریم ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل پیرا ہونے کے کتنے فائدے اور کیسے کیسے انعامات ہیں، اس بارے میں حضور ﷺ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ جھولی بھردی جاتی ہے۔ اللہ رب العزت کے پیارے رسول نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے : اللہ تعالیٰ سیدھے راستے پر چلنے والے، سنتوں کے حامل سفید بالوں والے شخص سے حیا فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اور وہ اسے عطا نہ فرمائے۔ سنتیں زندہ کرنے والا جنتی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحْبَبَنِي وَمَنْ أَحْبَبَنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔

یعنی جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور

جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ سنت زندہ کرنے کا ثواب نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جان لو! حضرت بلال نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا جان لوں؟ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ اسی طرح فرمایا: اے بلال جان لو! عرض کی: یا رسول اللہ کیا جان لوں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا یعنی جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مٹ چکی تھی (یعنی اس پر عمل ترک کیا جا چکا تھا) تو اسے ان تمام لوگوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا جو اس سنت پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی اور جس نے کسی بدعتِ سیئہ (بری بدعت) کو رواج دیا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ناپسند فرماتے ہیں تو اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہے جو اس بدعتِ سیئہ پر عمل کریں گے اور ان لوگوں کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔ سنت کو زندہ کرنے کا مطلب -- حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ مذکورہ حدیث کے اس حصے مَنْ أَحْيَا سُنَّةً یعنی جس نے میری سنت کو زندہ کیا کے تحت فرماتے ہیں: سنت کو زندہ کرنے سے مراد اپنے قول و عمل کے ذریعے اس سنت کی اشاعت و تشہیر کرنا ہے۔

حدیث پاک کے اس حصے قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي یعنی جو میرے بعد مٹ چکی تھی کی تشریح میں امام ابن المذکور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ اس سنت پر عمل کو چھوڑ دیا گیا ہو، تو میرے بعد جس نے اس سنت کو اپنے عمل کے ذریعے یا دوسروں کو اس پر عمل کی ترغیب کے ذریعے زندہ کیا تو

اس کے لیے ان لوگوں کی مثل پورا پورا اجر ہے جو بھی اس سنت پر عمل کرے۔ آپ حضرات نے ملاحظہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کی کیسی برکتیں ہیں، آج کے پُر فتن دور میں کہ جب ہر طرف فیشن کی بھرمار ہے، پیارے پیارے نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اگرچہ دشوار ہے جیسا کہ۔ سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے کی مثال۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے: اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِي عِنْدَ اخْتِلَافِ أُمَّتِي كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔ یعنی اختلافِ امت کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہتھیلی میں انگارے رکھنے والے کی طرح ہوگا۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فُسَادِ الْأُمَّتِ فَلَهُ أَجْرُ مَاءٍ شَهِيدٍ۔ یعنی فسادِ امت کے وقت جو شخص میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔ ہدایت کے درخشندہ ستارے آسمانِ صحابیت کیتارے صحابہ کرام کی زندگیاں سنن رسول کریم ﷺ پر عمل کی خوشبوؤں سے مشک بار ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنت پر عمل: ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک بار وضو فرمانے کے بعد مسکرائے اور فرمایا کہ ایک بار نبی کریم ﷺ بھی وضو فرمانے کے بعد مسکرائے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو سنتِ رسول کریم ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

جمعہ کی فضیلتیں

فہیم جیلانی مصباحی معصوم پوری

دوسرا نام یوم الجمعہ (لوگوں کو جمعہ کرنے والا دن) بھی انھی نے رکھا۔ جو اسلامی دور میں بھی نقل اور منتخب ہوا۔

سب سے پہلے سن 12 نبوی میں یعنی ہجرت سے ایک سال قبل مدینہ منورہ میں ابتدائی مہاجرین کے سردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلا جمعہ مدینہ منورہ میں ادا کیا تھا۔ اس سے قبل جب مدینہ میں اسلام پھیلنے لگا تو انصار مدینہ نے دیکھا کہ یہودی ہفتہ اور عیسائی اتوار کے دن عبادت کرتے ہیں تو انہوں نے باہمی مشورے سے جمعہ کا دن عبادت کے لیے طے کر لیا اور پہلا جمعہ حضرت اسعد بن زرارہ نے بنی یاسہ کے علاقے میں پڑھا جس میں 60 آدمی شریک ہوئے (مسند احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)۔

اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو 12 ربیع الاول، پیر کے دن، چاشت کے وقت قباء کے مقام پر ٹھہرے، پیر سے لے کر جمعرات تک یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے دن مدینہ طیبہ جانے کا عزم فرمایا، بنی سالم بن عوف کی وادی کے درمیان جمعہ کا وقت آیا، اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا۔ یہ پہلا جمعہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ پڑھا۔ (حازن، الجمعۃ، تحت الآیۃ

سات دنوں میں سے ایک دن کا نام جمعہ ہے اور اس دن سورج ڈھلنے کے بعد جو نماز ادا کی جاتی ہے اسے نماز جمعہ کہتے ہیں۔ (تفسیر صراط الجنان) جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، جمعہ کا بیان) جمعہ عربی لفظ ہے۔ اجتماع سے مشتق ہے، جمعہ (جمع ہونے کا دن)۔ دورِ قدیم میں اہل عرب سپنچر سے پہلے والے دن (جمعہ) کو یوم العروبہ کہا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں جدِ اعلیٰ کعب بن لؤی، عرب میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہود و نصاریٰ کے ہفتہ اور اتوار کی طرح سپنچر سے پہلا دن یوم العروبہ عام معمولات کے علاوہ اجتماعی عبادت کے لیے مقرر کیا تھا۔

وہ اس دن اپنے قبیلہ "قریش" کو جمع کرتے اور حمد و ثناء خداوندی اور مواظظ و نصائح پر مشتمل خطبہ دیا کرتے، جس میں صلہ رحم کی خصوصی ترغیب دیا کرتے تھے اور علی الاغلب صحف ابراہیمیہ اور تورات و انجیل کی مشہور و معروف تعلیمات و بشارات سے حاصل شدہ علم کے مطابق یہ پیش گوئی اور نصیحت کرتے تھے کہ میری اولاد میں ایک نبی ہونے والا ہے۔ اگر تم لوگ اس کا زمانہ پاؤ تو ضرور ان کی اتباع کرنا۔

کعب نے ہی سب سے پہلے یوم العروبہ میں لوگوں کو عبادت کے لیے اکٹھا کرنے کا طریقہ جاری کیا تھا، تو لوگوں کے مسلسل جمع ہونے کی بنا پر اس کا پہلا اور پرانا نام بدل کر اس کا نیا اور

(ایڈیٹر: آن لائن ویب سائٹ "ہماری فکر" مراد آباد)

میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔ جمعہ کا دن بے شمار فضیلتوں کا حامل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔ ”وَعَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ فَأَكْثَرُا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَى رِوَاهِ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالذَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ“

اوس بن اوسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جمعہ کا دن تمہارے ایام میں سے افضل دن ہے۔ اس روز آدمؑ کی تخلیق ہوئی، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، پہلی بار صورت پھونکا جانا دوسری بار صورت پھونکا جانا ہوگا، اس روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

پھونکا جانا ہوگا، اس روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حضرات !! جمعہ کے دن کو اللہ رب العزت نے مسلمانوں کے لیے خاص کیا۔ دوسری قوموں کو اس مبارک دن سے دور رکھا یوں تو ہر قوم نے اپنی عبادت کے لیے دن متعین کیے جیسے کہ حدیث پاک میں ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضَلَّ اللَّهُ عَذَّ وَجَلَّ عَنْ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ

جمعہ کی فضیلت اور اس کی اہمیت قرآن پاک اور متعدد احادیث مبارکہ میں اللہ رب العزت نے بیان کی اور مزید یہ کہ ایک سورۃ کا نام بھی سورہء جمعہ رکھا اللہ رب العزت نے نماز جمعہ کے احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ - ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ((

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں بہتری سے مراد لغوی بہتری ہے یعنی دنیاوی کاروبار سے نماز جمعہ اور خطبہ وغیرہ بہتر ہے، اور دوسری آیت فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۱۰)

ترجمہ: پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس آیت کے تحت مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ یعنی جب نماز پوری ہو جائے تو اب تمہارے لئے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہو جاو یا علم حاصل کرنے، مریض کی عیادت کرنے، جنازے میں شرکت کرنے، علماء کی زیارت کرنے اور ان جیسے دیگر کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں حاصل کرو اور نماز کے علاوہ بھی ہر حال

يَوْمَ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارَى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِنَا فَهَذَا نَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذَلِكَ هُمْ لَنَا تَبِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضَى لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی امتوں (یہود و نصاریٰ) کو جمعے کا دن اختیار کرنے سے دور رکھا۔ یہودیوں کے لیے ہفتے کا دن مقرر ہوا اور عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا تو اس نے ہمیں جمعے کا دن اختیار کرنے کی توفیق دی۔ اور عبادت کے لیے جمعہ، ہفتہ اور اتوار مقرر کر دیے (اس لحاظ سے وہ ہم سے پیچھے ہیں) اسی طرح قیامت کے دن بھی وہ (یہود و نصاریٰ) ہم سے پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے تو سب سے بعد میں ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ تمام لوگوں سے پہلے ہمارے لیے (جنت میں جانے کا) فیصلہ کیا جائے گا۔

اللہ پاک نے ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم پر جمعہ کو فرض کیا سرکار فرماتے ہیں رَوَاخُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ جمعہ کے لیے جانا ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ جمعہ کا دن پاکی کا دن ہے بہت سی احادیث میں اس دن غسل کرنے کا بھی حکم ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے، خطبہ شروع سے سنے، پیدل جائے، سوار نہ ہو،

امام کے قریب بیٹھے، خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے، تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (ایام و قیام) کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا اور (خطبہ) سنا اور چپ رہا، اس کے لیے ان گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے ہیں اور (ان کے علاوہ) مزید تین دن (کے گناہ بخش دیئے جائیں گے) اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا۔ یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہو اُسے ہٹا دے۔ ہو اُسے ہٹا دے۔ اور جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بڑا ہے۔

اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔

- (1) اللہ تعالیٰ نے اسی میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا۔ (2) اسی میں انہیں زمین پر اتارا۔ (3) اسی میں انہیں وفات دی۔ (4) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے دے گا، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

(5) اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن مرنے والے کے لیے ایک خاص فضیلت ہے کہ قبر میں حساب و کتاب نہیں ہوتا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، اسے عذابِ قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔ (حلیۃ الاولیاء)

جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ خاص طور پر دعا قبول فرماتا ہے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اس میں ایک ساعت ہے، جو مسلمان بندہ اسے پائے اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے گا وہی عطا فرمادی جائے گی، اور ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ (بخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة،

اس بارے میں روایتیں بہت ہیں، ان میں سے دو قوی ہیں۔

(1) وہ وقت امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے نماز ختم تک ہے۔

(2) وہ جمعہ کی آخری ساعت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، جمعہ کا بیان، جہاں جمعہ کی بے شمار فضیلتیں ہیں وہیں اس کے چھوڑنے پر بھی وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی عذر کے بغیر تین جمعے چھوڑے وہ منافقین میں لکھ دیا گیا۔ (معجم الکبیر)

اور بھی بہت سی وعیدیں ہیں جن کا مطالعہ آپ کر سکتے ہیں۔

مذہب حق کی شہزادی، مذہب باطل میں رچائے شادی

محمد امجد علی حسین گلاب مصباحی

اور ہی گل کھلا رہی ہے، تفصیل کے لیے نیچے کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

ہم نے ۲۵ دسمبر ۲۰۲۰ء کو تقریباً دو منٹ کی ایک ویڈیو دیکھی، اس میں ایک نقاب پوش مسلمان عورت اپنا دکھ درد سنار ہی ہے کہ اس نے ایک غیر مسلم لڑکے سے دو سال قبل شادی کی، اس سے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی، مگر اس لڑکے نے اب اسے چھوڑ دیا ہے، نہ صرف اس نے چھوڑا، بلکہ پہلے اسے مارتا بھی تھا، گالیاں بھی دیتا تھا، کہتا تھا کہ تم سے بیٹی کیوں پیدا ہوئی، میں تمہیں نہیں رکھوں گا، تم نیچیز بھی نہیں لائی، میں تمہیں چھوڑ دوں گا، بالآخر اس نے اسے چھوڑ دیا، اس طرح وہ عورت اس ویڈیو کے اندر اپنی روداد سنار ہی تھی، اور بیان دیتے پر چہرہ پر نقاب لگا رکھی تھی، یہ عورت غالباً مراد آباد یوپی کی ہے، اگر مجھے اپنی شریعت، اپنے علم کا پاس نہ ہوتا تو میں اپنی نوک قلم سے اس مظلومہ بلکہ ظالمہ عورت کی روداد کا جگر چھلانی چھلانی کر دیتا کہ کم از کم یوں بھی دل کی بھڑاس نکلے، مگر نہیں، روکیے قلم کو روکیے، یہی امتحان ہے، * کل محبت کا خمار چڑھا تھا، تو ہاتھوں میں دوسرے مذہب کی مہندی لگالی، آج اسی مذہب نے تمہاری محبت کا بخار اتار دیا تو چہرہ پر اسلام کا نقاب لگا کر ساری دنیا کو دکھ درد دکھانا رہی ہے، اور اسلام کو بدنام کر رہی ہے، تمہیں صرف تمہاری گلی کے لوگ جانتے ہوں گے، بہت زیادہ تو

جب عورتوں کی قدر و قیمت نہیں تھی، ان کی عزت و حرمت اور عفت و عصمت کی اہمیت نہیں تھی، ان کی ناموس کا خیال نہیں کیا جاتا تھا، ان کی آبرو کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا، ان کی پیدائش باعث ننگ و عار سمجھی جاتی تھی، جب کسی گھر میں لڑکی کی ولادت ہوتی، تو گھر والوں کا غصہ شباب پر ہوتا، پورا دن چہرہ کالا بنا رہتا، جب لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، جو لڑکی بچ جاتی تو اس کی شادی اس لیے نہیں کی جاتی کہ باپ کو سر بننا پڑے گا، اور یہ اس کے لیے بہت عار کی بات تھی، جب عورتوں کو میراث سے مکمل طور سے محروم کر دیا جاتا تھا، غرض کہ جب مردوں کی نگاہ میں عورتوں کی کوئی وقعت نہیں تھی، عورت بس برائی کی آماجگاہ میں باعث زینت تھی، تو ایسے عالم میں * مذہب حق مذہب اسلام نے عورتوں کا مقام و مرتبہ بلند کیا، اسلام نے ان کی شان اونچی کی، اسلام نے عورتوں کی عصمت کی حفاظت کے لیے قواعد اور ان کی عفت کی صیانت کے لیے قوانین بنائے، اسلام نے بیٹی کو زحمت نہیں باعث رحمت بتایا، اسلام نے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا سختی سے ممنوع قرار دیا، اسلام نے لڑکی کی شادی کو ایک نئی زندگی کا نام دیا، اسلام نے عورتوں کے حقوق کے لیے اصول میراث مقرر کیے، غرض کہ اسلام نے عورتوں کو جو شان و عظمت اور عزت و وقار عطا کیا، ماضی میں ایسی عزت نہ کسی مذہب نے دی ہے اور نہ مستقبل میں ایسا وقار کوئی مذہب دے سکتا ہے، مگر آج اسلام کی ہی شہزادی کچھ

۲۸ دسمبر ۲۰۲۰ء کو یوپی کے ایک اخبار میں یہ خبر چھپی کہ شہر بریلی شریف میں دو مسلمان خاتون نے غیر مسلموں سے شادی رچائی۔ اللہم متی الساعة۔ مسئلہ یوپی کا ہویا یو کے کا ہو، اگر وہ اسلام کے متعلق ہے، تو ہم تمام اہل اسلام کے لیے ہے، ٹھیک ہے مذکورہ تینوں خبروں میں ایک گونہ شبہ بلکہ قوی احتمال کذب ہے، کہ وہ تنظیم جس پر 1947 کے بعد سے لے کر تا دم تحریر دو مرتبہ مکمل طور سے پابندی لگائی جا چکی ہے، اس کی سازش ہو سکتی ہے، ترغیباً تربیاً اس طرح کی افواہیں پھیلانی جا رہی ہیں، مگر خود ہمارے بہار میں ہمارے علاقہ میں بھی کچھ ہفتے پہلے یہ حادثہ پیش ہو چکا ہے، جس پر پورا علاقہ شاہد عدل ہے، اب تو راجستھان سے بھی اس طرح کی خبریں آرہی ہیں۔ یا اللہ مسلمان مرد و عورت کی حفاظت فرما۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر حق، باطل کے ہاتھ کیسے لگ رہا ہے، کس برق رفتاری سے باطل، حق پر اپنی قیادت کا قبضہ اور اپنی حکومت کا پنجہ جمائے جا رہا ہے، اور اہل حق بلکل خاموش بلکہ تماشائی بنے ہیں، جس گھر میں یہ حادثہ پیش ہو رہا ہے، بس اس کے کچھ افراد کچھ بلک رہے ہیں، باقی سب پھدک رہے ہیں، الا ماشاء اللہ۔ آخر اہل حق کی یہ خاموش مزاجی انھیں کب تک جینے دے گی، کیا یہ لاعلاج بیماری ہے کہ جس کی کوئی دوا ہے ہی نہیں، اگر بروقت ہم آپ نے اس مسئلہ کو ملکی سطح پر سنبھل گئی، حسن تدبیر، گھروں کی نگرانی، بہترین دینی تعلیم و تربیت، اور اس کے متعلق جہاں قانون بن چکا ہے وہاں قانونی کارروائی کے ذریعہ اس کا حل نہیں کیا، اس کی روک تھام کے لیے عملی میدان میں قدم نہیں رکھا، بس یوں ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا بنے رہیں، تو وہ دن دور نہیں کہ خدا نخواستہ اہل حق کا یہاں سے نام و

گاؤں کے لوگ جانتے ہوں گے، اس سے بھی زیادہ تو ضلع کے لوگ جانتے ہوں گے، اس سے زیادہ نہیں مگر نقاب کو تو ساری دنیا جانتی ہے اور ساری دنیا پہچانتی ہے کہ یہ اسلام ہے یعنی مسلمان عورتوں کا شعار ہے، آج روج داسناتے وقت چہرہ پر نقاب رکھ کر تم نے ساری دنیا میں خواتین اسلام کی جگہ ہنسائی کرائی، غیروں نے ہمارے دین کا کتنے مذاق اڑایا، *اسلام کی مہندی چھوڑ کر زعفرانی رنگ لگانے چلے تھے، کتنے دن اس کی سرخی باقی رہی؟ عزت اور بقا کے لیے دنیا اسلام کا سہارا لی ہے، اور تم بے لگام کے پاس گئی، ٹھوکر لگی تو اب ہوش ٹھکانے لگ گیا، اب کھوپڑی میں عقل آگئی، اب پتا چل گیا نا کہ سکون کہاں ہے؟ عزت کہاں ہے؟ عورت کی اہمیت کہاں ہے؟ اس کا احساس ہونا، جیسا کہ تم نے خود اس کا اعتراف کیا، خیر تم جیسی احسان فراموش عورت کے لیے بھی اسلام نے عزت اور سکون کا دروازہ کھلا رکھا ہے، مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے، اور تمہارے لیے مذہب حق سے کسی دیندار شخص سے رشتہ ازدواج اور اس کے تمام اسباب کا انتظام فرما دے۔ آمین

یہ زخم ابھی بھرا بھی نہیں تھا، اس افسوس ناک خبر کے سننے کے بعد جو خون گرم ہوا تھا، وہ ابھی علی حالہ باقی تھا کہ ایک اور اندوہ ناک خبر پڑھنے کو ملی، وہ یہ کہ ۲۷ دسمبر کو قریباً دس سطروں پر مشتمل میں نے ایک تحریر پڑھی، اس میں لکھا تھا کہ تین ماہ قبل ایک مسلمان خاتون نے ایک غیر مسلم سے شادی کر لی، تین ماہ بعد، آج مذہب غیر مذہب کے مذکورہ شخص نے اس مسلمان عورت کو چھوڑ دیا، اور اپنے گھر سے نکال دیا۔

آئندہ لیب مل کے کریں آہ و زاریاں۔

توہائے گل پکار، میں چلاؤں ہائے دل

نشان تک مٹا دیا جائے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو۔

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

ایک طرف تو یہ حادثات واقعات ہیں، دوسری طرف کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ مدرسہ کی وجہ سے ہو رہا ہے، یہ سب مولوی مولانا کی وجہ سے ہو رہا ہے، اتنی اتنی دوری پر مدرسہ قائم ہے، لڑکیاں وہاں جانہیں پاتی ہیں، دس دس پندرہ پندرہ ہزار روپے لڑکیوں سے لیے جاتے ہیں، اس کی وجہ سے لڑکیاں دینی تعلیم حاصل نہیں کر پاتی ہیں، مولانا ان کی اصلاح نہیں کر رہے ہیں، اس وجہ سے لڑکیاں دوسرے مذہب کے لڑکوں کے ساتھ بھاگنے پر مجبور ہو رہی ہیں، اس طرح مولوی اور مدرسہ کو چند خور، پیٹ پوسیا وغیرہ کیا کچھ نہیں کہا گہانے

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

آنکھ ہونے کے باوجود حق سے اندھے لوگ صرف دوسری قوم میں نہیں، ہمارے یہاں بھی اس قسم کے کافی اندھے بلکہ بہرے گونگے لوگ ملیں گے، تباہی ایسا ہی تھوڑی نہ آ رہی ہے، کوئی بھی برا حادثہ اور غلط معاملہ پیش آیا تو اس میں مولوی مولانا اور مدرسہ کا ضرور ہاتھ ہوتا ہے، ٹھیک ایسا ہی جیسا کہ آج بھارت میں کسی قسم کا احتجاج یا کسی قسم کا حملہ ہو، تو اس میں پڑوسی ملک کا ہاتھ ضرور ثابت کر دیا جاتا ہے، گھر میں بہن بیٹی کا نکاح ہوا، تو اس میں مولوی مولانا اور مدرسہ کا کوئی ہاتھ نہیں، مگر ان تو میں معاذ اللہ طلاق واقع ہو گئی۔

ضرور اس میں کسی مولوی یا مدرسہ کا ہاتھ ہے، گھر میں بہت سارے مال و دولت جمع ہو گئے، تو اس میں مولوی مولانا کی دعا نہیں، مگر مال چوری ہو گیا تو اس میں ضرور ان کی بددعا شامل ہے، * کھیت کھائے گدھا، مار کھائے کوئی اور، کرے کوئی اور بھرے کوئی اور، * میں ان تمام سوالات کا ایک دندان شکن جواب دے دیتا ہوں۔ یہ جو آج گھر سے لڑکی بھاگ کر دوسرے مذہب میں شادی کر رہی ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ تمہارا، علما سے دور ہونا، ان سے بغض، کینہ، عداوت، ان کے ساتھ مکرو فریب، ان کی بدخواہی، ان کی عدم تعظیم و توقیر، ان کی صحبت سے دوری، اور مدرسے کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

مولوی اور مدرسہ کے متعلق جو اس طرح کی غلط باتیں کرتے ہیں، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں، آپ نے اپنی زندگی میں کتنے مدرسوں کو کتنے چندے دیے، آپ تو باضابطہ پورا ریکارڈ رکھے رہتے ہیں، ہمیں ان کی فہرست دکھائیے، ذرا ہم بھی دیکھیں کہ پوری زندگی میں آپ نے کتنی رقم فی سبیل اللہ خرچ کیے، مدرسوں کو کتنے چندے دیے، اور مولویوں کو کتنے نذرانے دیے؟ اور ہم اس کی فہرست دکھاتے ہیں کہ مولوی اور مدرسے سے آپ کو کتنے فائدے ہوئے۔ جو رقم دیتے ہیں، وہ خاموش ہیں، اور جو کچھ نہیں کرتے وہ خوب گویا ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ مدرسہ بہت دور دور پر واقع ہے، کیا ہر گھر کے سامنے مدرسہ کھول دیا جائے، یا ہر ایک انسان کے سر پر کتب قائم کر دیا جائے، جہاں ضرورت ہے، وہاں مدرسہ

مذکورہ باتیں میری تحریر کا حصہ نہیں تھیں مگر کیا کریں، جان بوجھ کر اندھا بننے والو کو بھی راستہ دکھانا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے تمام اہل ایمان کی حفاظت فرمائے، مرشدی آقائی مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ کا یہاں کوئی ایسا نائب قائم فرمادے، جو پھر اس شدھی تحریک کی خبر لے اور اسے اس کے کیفر کردار تک پہنچائے۔ آمین

قائم ہے، اور جہاں نہیں ہے، وہ حساس حضرات قائم کرنے میں لگے ہوئے ہیں، بات تو بڑی بڑی منہ سے نکلتی ہے، مگر مدرسہ کی رسید نظر آجائے، تو کچھ دینے سے پہلے چہرہ کا جغرافیہ بدل جاتا ہے، آپ کہہ رہے ہیں کہ دس دس پندرہ پندرہ ہزار روپے مدرسوں میں لیے جاتے ہیں، آپ فہرست دکھائیں گے نام بتائیں گے کہ اس طرح کے کتنے مدرسے ہیں؟ مدرسہ کے لیے جو چندا کیا جاتا ہے یا کچھ فیس لی جاتی ہے، تو اس سے مدرس کو تنخواہ دی جاتی ہے، کم از کم دو وقت آندھی، طوفان، برسات، گرمی، ٹھنڈک ہر موسم میں بلا ناغہ وقت پر کھانا دیا جاتا ہے، بجلی بل ادا کی جاتی ہے، کھانا پکانے کے لیے لکڑیاں خریدی جاتی ہیں، صفائی کرنے والوں کو پیسہ دیا جاتا ہے، ہزاروں کاموں میں پیسے صرف ہوتے ہیں، اگر آپ ان سب کاموں کی گارنٹی لیں، یعنی مدرس کو تنخواہ دیں، یا اپنے کسی ایسے کو مدرس رکھیں جو تنخواہ نہ لے، ان کے اور پڑھنے والے بچے بچیوں کے کھانے پینے کا انتظام کریں، تو میں دو بڑے بڑے مدرسے اور دس چھوٹے چھوٹے مکتب کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ وہاں کے لوگ چندہ نہیں کریں گے، کسی کے سامنے مدرسہ کے لیے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے، اور اگر وہ ہاتھ پھیلاتے ہیں تو اس کا ذمہ دار اور اس کا جواب دہ مصباحی گلاب فیض پور سیٹا مڑھی بہار ہوگا: قیامت خیز ہے افسانہ پردرد و غم میرا۔

نہ کھلو آؤ زباں میری نہ اٹھواؤ قلم میرا۔

اصحاب فکر و فن اپنی قیمتی
تخلیقات اور تحقیقی و تنقیدی
مضامین ہمیں ان پیج فائل
میں ضرور ارسال کریں
وہاٹس ایپ نمبر

6393021704

baazgashtsadae@gmail.com

Qamaranjumfaizi@gmail.com

ملکی ترقی کی اصل شاہراہ کھیت، جنگل سے گزرتی ہے

جہاں بیٹھ کر غریب مزدور اپنا پیٹ بھرتا ہے

محمد قاسم ٹانڈوی

ربانی و تغیرات دست خداوندی کے کھلے مظاہر پر آسان و عمدہ تمثیل ہے، تاکہ منکرین خدا کو وحدانیت والوہیت کی راہ اختیار کرنے میں کچھ تعاون حاصل ہو سکے؟

خیر! ہماری گفتگو موسم پر چل رہی ہے، تو اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مشرقی ہند کے علاقے "دہلی، پنجاب، ہریانہ، یوپی، بہار میں پچیس دسمبر سے جب یہ موسم سرما اپنے شباب پر آتا ہے تو سردی کا یہ موسم یہاں کے باشندوں کیلئے شدید قسم کی تکلیف اور رنج و کلفت کا باعث ہوتا ہے۔ اور ان کے لئے موسمی رنج و غم کا یہ دورانیہ کم و بیش سوا مہینے پر موقوف ہوتا ہے، جس کو عرف عام میں "چلہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ عرصہ میں یہ سخت ترین موسم سرما اپنی برودت و ٹھنڈک سے بلا تفریق و تقسیم حیوانات کے سبھی طبقات پر اثر انداز ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اوپر ذکر کردہ خطوں میں رہائش پذیر عوام بالخصوص غریب مزدور طبقہ مختلف درد و تکالیف کے دور اور مراحل سے گزر کر موسم کی سنگینی کو برداشت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں سہی بات تو یہ ہے کہ اس درد و تکلیف کا احساس ٹھیک معنوں میں ان ہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو ان خطوں میں آباد ہوں اور وہ وہاں باہمی طور پر ایک دوسرے کے احساس و جذبات کو سمجھتے ہوں، جن کو وہاں پر ہر وقت

موسموں کا تغیر، زمانے کی تبدیلی، رات و دن کی گردش اور صبح و شام کا بدلنا؛ یہ سبھی خدائی حکم کے محتاج و پابند ہوتے ہیں، جن میں خدا کی بیشمار حکمت و مصلحت پنہاں ہوتی ہیں۔ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ ان کے فوائد و ثمرات سے پردہ اٹھا کر انسانی نشو و نما اور دیگر بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں ان کا ہونا کتنا ضروری اور اہم ہے؛ واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ موسم گرما کے بعد سردیوں کا آنا یا موسم بہار کے بعد موسم باراں سے انسانی معاشرہ کا الحاق و اتفاق واقع ہونا قدرتی امور میں سے ہے۔ اب یہ صناع عالم کی منشاء و مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اپنے بندوں کیلئے کس موسم اور زمانہ کو مفید و مؤثر بنائیگا اور کونسے لیل و نہار کو بندوں کے حق میں نفع و ضرر کے طور پر معین و مقرر کریگا؟

بہر حال! آج کل دنیا کی آدھی آبادی کو جس موسم کا سامنا ہے، وہ موسم سرما ہے؛ جو کسی علاقے والوں کیلئے تو پُر بہار و پر کیف نظارہ پیش کر رہا ہے تو وہیں یہ موسم سرما دوسرے خطہ والوں کیلئے آفت جاں و مصیبت بنا ہوا ہے، یعنی موسم ایک چل رہا ہے لیکن اس کے فوائد و نقصانات علاقوں اور خطوں کے اعتبار سے منقسم ہیں، کہیں کے عوام کے حق میں رحمت اور کہیں کے لوگوں کیلئے یہ موسم زحمت بنا ہوا ہے۔ اور یہ سب تجلیات

پریشان کن ہی ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ان پریشان حال اور مصائب کے شکار افراد کی معاونت میں اگر کوئی پیش پیش رہتا ہے تو وہ ہمارے کسان بھائی ہوتے ہیں جو ان کو سینے سے لگاتے ہیں اور بفصل و بیدریغ ان کی دستگیری کرتے ہیں۔ مگر بد قسمتی سے آج وہی کسان اور غریب مزدور کے حامی و ناصر کھیت جنگل میں ہل چلانے کی بجائے دہلی باڈر پر اپنے حق کی لڑائی لڑ رہا ہے اور پورے عزم و استقلال کے ساتھ سرکار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اور اس کی طرف سے کئے جانے والے ہر ظلم و جفا کے آگے سینہ سپر کھڑا ہے، اس کے لئے نہ تو ماہ دسمبر و جنوری کی ٹھٹھرتی راتیں مانع ہیں اور نہ ہی کہر و بارش اس کو مورچے سے ہٹانے میں آڑ بنی ہے۔ وہ دہلی کے چاروں اطراف میں پوری طاقت و توانائی اور لاؤشلنگر سمیت خیمہ زن ہے، جن کی بڑھتی تعداد اور تیز ہوتے مطالبہ نے ہر خاص و عام کو ایک نیا جوش اور ولولہ بخشا ہے، آج ان کے اس پختہ عہد اور عزم مصمم کو دیکھ کر سماج کے ہر طبقہ اور پیشہ سے منسلک لوگ حمایت میں اتر میدان میں شانہ بشانہ کھڑے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔

سوائے متعصب و چالاک زعفرانی میڈیا اور مٹھی بھر اندھ بھکتوں کے آج عالمی میڈیا اور عالمی سطح کے لیڈران تک ان کی آواز میں آواز مل رہا ہے ہیں اور مؤثر و پرامن طریقے پر ان کے حامی بن کر ملک کے گونگے بہرے اور اندھے سسٹم کو چیلنج کر رہے ہیں۔ مگر افسوس۔۔! ملک کے سسٹم اور حکومت کا حصہ بنے ایک تو "من کی بات" سنانے میں مگن ہے اور دوسرا

برفانی ہوائیں، سرد لہریں اور شدید کہرے کا سامنا کرتے رہنا مقدر ہو، جس کی وجہ سے بدن انسانی میں بہنے والا لہو بھی ان کی رگوں میں منجمد ہو کر رہ جاتا ہو اور ان کے اعضاء رئیسہ تک کام کرنا ترک کر دیتے ہوں، اوپر سے مالی بحران اور رسد و خوراک کی قلت ہر وقت ان کو مزید پریشانی میں مبتلا کئے رہتی ہے۔ ایسے میں یہ غریب مزدور اور پہاڑی علاقوں کے یہ بے مکان مکین موسم سرما کے ہاتھوں ستائے؛ ایک تو قریب کے بازار و منڈی میں کوئی کام کاج نہ ہونے یا اپنی محنت کی مناسب اجرت نہ ملنے کی صورت میں، دوسرے مالی پریشانی کو دور کرنے کے واسطے اور تیسرے اپنے اہل و عیال کی ضروری و داغدا کی فراوانی و حصول کی خاطر ہمارے ملک کا دبا کچلا یہ طبقہ (جس کی داستان انتہائی دلخراش اور مایوس کن ہے) ہر طرح کے حالات سے لڑتے لڑاتے کیسے کیسے اپنے اوقات و لمحات گزر بسر کرتا ہے، بس انہیں کا دل جگر جانتا ہے؟ اور سخت آلام و مصائب کے دور میں انہیں کیا کیا پاؤں بیلینے پڑتے ہیں، کتنے گھر در کی خاک چھانی پڑتی ہے، انہیں کا ضمیر جانتا ہے؟ اور ان میں سے بعض ایسے خوددار و غیرت مند بھی ہوتے ہیں جو اپنے علاقوں سے نکل کر دور دراز کے گرم شہروں کی طرف کوچ کر جاتے ہیں تو بعض اپنے ہی علاقوں میں ٹھہر کر انتہائی معمولی اجرت پر بادل نا خواستہ کھیت جنگلوں میں مزدوری اور بیلداری کرنے پر خود کو آمادہ کر اپنے اور اہل خانہ کی زیست کے واسطے روزی روٹی کا بندوبست کرتے ہیں، ان سب کے علاوہ اور بھی کئی وجوہات سے یہ ایام ان غریب مزدوروں کیلئے بڑے تکلیف دہ اور

انتخابی تشہیر اور نئی جگہ حصول اقتدار کے فراق میں نیچین و بیکل ہے۔ اور پتہ نہیں کیوں حکومت اس بات کو فراموش کئے ہوئے ہے اور حالات کو نہیں سمجھ رہی ہے کہ : "کسان ہی اس ملک کی ترقی، سماج کی خوشحالی اور معیشت کے عروج و استحکام میں اہم کردار اور بنیادی حیثیت کا حامل گروپ ہے، ان کے مسائل دراصل ملک کے مسائل ہوتے ہیں، اس لئے کہ شہری ترقی کے راستے کھیت جنگل کی پگڈنڈیوں سے ہو کر گزرتے ہیں۔"

لیکن افسوس! اس مسئلے میں بھی ہماری حکومت وہی روش اور انداز اختیار کئے ہوئے ہے جو اس سے پہلے دیگر کئی احتجاج و مظاہرہ کے موقع پر وہ اپنائی رہی، اور اس بار بھی وہ نہ صرف احتجاج و مظاہرہ کرنے والے کسانوں کو نظر انداز کر رہی ہے، بلکہ ڈیڑھ ماہ کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی احتجاج و مظاہرہ پر اس کی کوئی خاص توجہ یا ان سے مصالحت کرنے پر کوئی پختہ پیش رفت نہیں کر رہی ہے۔ ملک بھر کی آبادی کا پیٹ اپنے اگائے ہوئے 'ان' سے بھرنے والے یہ کسان گذشتہ 45 دنوں سے شدید ٹھنڈ میں سڑکوں پر احتجاج و مظاہرہ کر حکومت کو جگانے کی بھرپور کوشش اور اپنا جمہوری حق طلب کرنے میں لگے ہیں، لیکن حکومت ہے کہ ان کے واجب شدہ مطالبات کو تسلیم کرنے کی بجائے اٹے انہیں کو مشق ستم بنا رہی ہے، جو سراسر آئین و دستور کے خلاف اور جمہوریت کو متزلزل

نے والا اقدام تصور کیا جا رہا ہے۔ اگر حکومت نہ کل کسی کی جاگیر تھی اور نہ آئندہ کسی کے گھر کی لونڈی ہوگی، یہ آنے جانے والی دولت ہے، جو پلک جھپکتے اہل ارباب اور گدی نشین کو بیدست و پا کر دیتی ہے، اس لئے حکمرانوں کو اپنا مزاج حاکمانہ نہیں بلکہ حکیمانہ رکھنا چاہئے، پتہ نہیں کل کیا ہو جائے؟ اور پھر کون کہاں ملے؟ دوسرے یہ بھی مسلمات میں سے ہیں کہ اسی ملک و ریاست کے عوام خوشحال و ترقی پذیر ہوتے ہیں جہاں کے حکام و سربراہ اپنے عوام کے ساتھ آمرانہ سلوک کی بجائے مشفقانہ رویے سے پیش آتے ہیں۔ اس لئے وقت رہتے حکومت کو چاہیے کہ وہ بھی اپنے انداز و اطوار بدلے اور جلد از جلد موجودہ حالات کے موافق خود کو ڈھالے؛ کہ اس کی سخت ضرورت ہے، تاکہ "جے جوان جے کسان" کا جو ہمارا نعرہ ہے اس کی چھاؤں تلے ملک و قوم کو مستقرار حاصل ہو اور مشرق میں مغرب، شمال و جنوب میں آباد سبھی طبقات و خاندان خوشحالی و سکون کی زندگی باہمی پیار و محبت کے ساتھ گزر بسر کرنے میں کامیاب ہوں۔

نئے ہندوستان میں مسلمان اور انکی تہذیب و ثقافت کی محافظ مادری اردو زبان

مفتی محمد فیاض مصباحی

لیکن ہندوستانی مسلمان اپنی مادری اردو زبان کے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔

اردو زبان ہندوستانی مسلمانوں کے لے لباس کی طرح ہے جو انکی زینت بھی ہے اور ضرورت بھی جس طرح ایک خوبصورت انسان لباس کے بغیر ننگا ہو جاتا ہے اور اسکی ساری خوبصورتی بد صورتی میں تبدیل ہو جاتی ہے ویسے ہی ہندوستانی مسلمان اپنی ساری ترقیوں کے باوجود اپنی مادری زبان اردو کے بغیر اپنی تہذیبی اور قومی وجود میں ننگا ہے

اردو زبان ان کے لئے پانی کی طرح ہے جس طرح کوئی جاندار پانی کے بغیر زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکتا ویسے ہی اردو بان کے بغیر انکی قومیت اور انکی تہذیب و ثقافت زندہ نہیں رہ سکتی۔ اردو زبان انکے لے ہوا کی طرح ہے جس طرح آکسیجن کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں ویسے ہی اردو زبان کے بغیر انکی تاریخ انکی حب الوطنی انکے رسم و رواج اور انکے تہوار کی حفاظت ممکن نہیں۔

اردو زبان انکے لے خوشبو کی طرح ہے جس طرح کوئی پھول کتنا بھی خوش نما خوش رنگ ہو لیکن اگر اس میں خوشبو نہیں تو کوئی ہاتھ اسکی طرف نہیں بڑھتا ویسے ہی اگر ہندوستان اور ہندوستانی مسلمانوں کے اندر سے اردو زبان کی دینی ملی قومی اور لنگا جینی والی میٹھی میٹھی بھینی بھینی خوشبو نکل گئی تو انکی ظاہری چمک دمک

ملک کی موجودہ زعفرانی حکومت کو ہر اس چیز سے نفرت ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کا دینی شعور بیدار کرنے کا سبب بنے اسے ہر اس فرد سے عداوت ہے جو انھیں انکے عظیم الشان ماضی سے آشنا کرے اور انکے روشن مستقبل کی بات کرے اسے ہر اس جماعت سے شکایت ہے جو انھیں ایک قومیت میں متحد کرے اسے ہر اس پارٹی سے بغاوت ہے جو مسلم قیادت کی جسارت کرے۔ اس برہمنی گروہ پر ہر اس تنظیم کی تنقید لازم ہے جو انکے مساجد و مدارس عید گاہ و خانقاہ اور انکے اوقاف و قبرستان کی نظامت کرے اور اس پر ہر اس تحریک کی تخریب واجب ہے جو انکے دین و ایمان اور انکی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کرے۔ یہ اردو زبان تو ہندوستانی مسلمانوں کی مادری زبان ہے یہ انکے ایمان کی پہچان ہے یہ انکی تہذیب و ثقافت کی پاسبان ہے یہ انکے عظیم الشان ماضی کی سچی داستان ہے یہ انکے روشن مستقبل کا نگہبان ہے یہ بھگوانوں کے لے عبرت کا نشانہ ہے۔

یہ اردو زبان صرف مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستانی زبانوں کی جان ہے یہ اردو زبان شعر و شاعری کی زبان ہے یہ اردو زبان خطبات و تقاریر کے لے شعلہ بیان ہے یہ اردو زبان فلمی دنیا کی آبرو اور اسکی آن بان شان ہی نہیں بلکہ اسکی روح اور اسکی جان ہے ہندوستان کی دیگر قومیں اردو کے بغیر زندہ رہ سکتی ہیں بلکہ ترقی بھی کر سکتی ہیں بلکہ دن بدن ترقی بھی کر رہی ہیں

کشی نگر یو پی

کے باوجود کسی قوم کے اندر انکے لئے کوئی کشش باقی نہیں رہے گی۔

کسی بھی قوم کی مادری زبان اس قوم کے عروج و زوال کی مکمل عکاس ہوتی ہے انکے اخلاق و کردار اور انکے اقدار و روایات کی پاسبان ہوتی ہے انکے افکار و نظریات کی ترجمان ہوتی ہے کسی بھی قوم کی مادری زبان اس قوم کی مذہبیات کی مبلغ بھی ہوتی ہے اور مصلح بھی یہ بہت حد تک انکے دین و مذہب انکے قومی خیالات اور انکی معاشرت و سماجیات کے تابع ہوتی ہے یا

کوی بھی قوم شعوری یا غیر شعاری طور پر اپنی مادری زبان کے معانی و الفاظ محاورات و امثال عقائد و نظریات و افکار و خیالات کے تابع ہوتی ہے۔

یقیناً اردو زبان جیسی شگفتہ کلی ہندوستان ہی کی مٹی میں پلے بڑھی اور گل و گلزار ہوئی اور اپنے حسن و عشق کی خوشبو سے آج سارے جہان کو معطر کر رہی ہے یقیناً یہ خالص ہندوستانی زبان ہے۔

مگر اسلامی افکار و نظریات اسکی روح ہیں عقائد توحید و رسالت اسکی جان ہیں کلام و تصوف کے فلسفے اسکی اصل بیان ہیں میر و غالب اور درد و اصغر کے عشق حقیقی اور علامہ اقبال کا فلسفہ اسلام اور علامہ احمد رضا بریلوی کا عشق رسالت اسکی پہچان ہیں۔

عشق و محبت اخوت و مروت ایثار و جانثاری امداد باہمی اتحاد و اتفاق اور گنگا جننی روایات اسکی علامتی نشان ہیں۔

بلکہ میں تو یہ بھی مانتا ہوں کہ اردو زبان اسلامی تہذیب و ثقافت

کے ساتھ ملک کے ۸۰ فیصد مسلمانوں کے ایمان کی بھی محافظ ہے۔

اس کا رسم الخط عربی فارسی رسم الخط کا مجموعہ ہے جو دونوں یقینی طور پر مسلمانوں کی مذہبی زبان ہیں۔ ملک کے مسلم دشمن عناصر نے اسے مسلمانوں کی زبان سے مشہور کر دیا اور مسلمانوں کے علاوہ ملک کی ہر قوم کو اس سے دور کر دیا اور برہمنی حکومتوں نے روزگار سے اس کا رشتہ کاٹ کر مسلمانوں کو بھی اسکے بغیر جینے پر مجبور کر دیا۔

میں نے کہا اردو زبان ہندوستانی مسلمانوں کے ایمان کی بھی محافظ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم کسی کو اردو زبان میں معبود حقیقی سے روشناس کرانا چاہیں تو اسکے لئے اللہ تعالیٰ خدائے پاک مالک رب پروردگار پالنے والا جیسے اسکے مقدس ذاتی یا صفاتی ناموں کا ہی استعمال کریں گے اور یہی توحید ہے جو ایمان کی جڑ ہے جبکہ ہندی میں الیشور بھگوان رام کرشن اور انگریزی میں گاڈ جیسے مجہول اور باطل خداؤں کا ذکر کریں گے۔

پھر جب ہم اردو کی ابتدا کا ذکر کریں گے تو امیر خسرو دہلوی خواجہ بندہ نواز خواجہ قطب ولی کے تصوفانہ کلام سے بھی مستفیض ہوں گے مغلیہ سلطنت کے عروج و زوال اور اسکے اسلامی رسم و رواج سے بھی آگاہ ہوں گے اور انگریزی سامراج سے بھی ہمارے کان آشنا ہوں گے۔

پھر اردو زبان کا ایک بہت بڑا بیش قیمت حصہ نعت مرثیہ رباعی اور منقبت پر مشتمل ہے جو مذہب اسلام کے عقیدہ رسالت و ولایت سے متعلق ہے اس لئے شعوری یا غیر شعوری طور پر

اور اب اردو کو ہی دیس نکالا کر دیا۔ پہلے سرکاری محکموں سے اردو ترجمان ختم کیا اور اب خود اردو کو ہی ختم کرنے کی پلاننگ ہے تاکہ اردو ترجمان کا احسان بھی نہ اٹھانا پڑے۔

اس سے بڑا تعجب کیا ہو سکتا ہے کہ اردو عربی فارسی بورڈ کی کاپیوں اور مارکشیٹوں پر بھی اردو عربی فارسی زبان موجود نہیں ہوتی۔ یہ شازش صرف اردو کے ساتھ نہیں کی گئی بلکہ ہندی کے علاوہ ہر ہندوستانی زبان کے ساتھ کی گئی مگر دوسری قوموں نے اپنی مادری زبان کے وجود کو اپنے وجود پر ترجیح دیا جان ہتھیلی پر لیکر میدان میں نکل آئے اور اپنی مادری زبان کے خلاف حکومت کی ہر شازش کو ناکام بنادیا۔

جب ہندی ہندو ہندوستان کا بھگوانعرہ لگایا گیا پھر اسکی تکمیل کے لئے لسانی فارمولہ لایا گیا اور اسکے ذریعے سبھی ہندوستانی زبانوں کی بھگوان کرنا کر نیکی کوشش کی گئی تو جنوبی ہندوستان میں آگ لگ گئی وہ کسی صورت اپنی مادری زبانوں کو چھوڑ کر اپنے صاف ستھرے لباسوں اور اپنے قومی ریت اور رواجوں سے ہاتھ دھونے کو تیار نہ ہوئے اور نہ ہی ہندی زبان اپنا کراسکے عقائد و نظریات اپنانے کو تیار ہوئے۔

لیکن اردو والوں نے اردو کے خلاف حکومت کی ہر پہل پر خاموشی اور بزدلی کا بھرپور مظاہرہ کیا جس سے اردو دشمن عناصر کو بھی حوصلہ ملتا گیا۔

لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ حکومت اور اردو دشمن افراد کی شازشوں سے ہزار گنا زیادہ اردو داں طبقے کی کوتاہیوں اور غفلتوں نے اردو کو نقصان پہونچایا۔

اردو زبان ہندوستانی مسلمانوں کے تہذیب و ثقافت کے ساتھ انکے ایمان کی محافظ ہے۔ اردو زبان ہندوستانی مسلمانوں کی مادری زبان ہے جو انھیں انکا عظیم الشان ماضی دکھا کر انکو اپنا شاندار مستقبل تعمیر کرنے پر ابھارتی ہے۔

موجودہ بھگوان حکومت اردو زبان کو ملک سے نیست نابود کرنے پر تلی ہوئی ہے اور اسے ہندی زبان میں ضم کرنے میں لگی ہوئی ہے بہت چابکدستی سے اردو کے ضروری الفاظ ہندی میں ضروری طور پر استعمال کئے جا رہے ہیں زبان اردو مٹا کر اسکی جگہ صرف اور صرف ہندی زبان مسلط کرنے کی منصوبہ بند شازش رچی جا رہی ہے اور اسکے لئے سرکاری طور پر عملی اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ امسال ۱۵ اگست کو لال قلعے کی فصیل سے ملک کے سب سے بڑے فلسفی اور ملک کے سب سے بڑے عہدے پر قابض ہمارے وزیراعظم نے قوموں کے عروج و زوال میں انکی مادری زبان کے کردار کو بیان کیا اور اپنے نے نظام تعلیم میں مادری زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا لیکن اس سے اردو زبان نکال کر اپنا یہ نظریہ بھی ظاہر کر دیا کہ مذکورہ بالا اتنی خوبیوں کی حامل اردو زبان کا مسلمانوں کے پاس موجود رہنا کبھی بھی انکے ایمان کی بیداری اور انکے شاندار مستقبل کی تعمیر و ترقی کا سبب بن سکتی ہے۔

آزادی کے بعد سے ہی دونوں برہمنی حکومتوں نے اردو زبان کے ساتھ حاسدانہ تعصبانہ اور سوتیلا سلوک کیا اسے سفارت و صحافت اور روزگار و تجارت ہر سطح پر کمزور کیا پہلے عربی فارسی

یہ سچ ہے کہ جس زبان کو حکومت کی پشت پناہی حاصل رہتی ہے اور جسے روزگار سے جوڑ دیا جاتا ہے تو اس زبان کی تحصیل میں انسان غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کرتا ہے ورنہ اسکی دلچسپی اس سے آہستہ آہستہ کم ہو جاتی ہے آج یہی کچھ اردو زبان کیساتھ بھی ہو رہا ہے کہ اسکو اپنی مادری زبان ماننے والے ہی اس سے بیوفائی پر اتر آئے ہیں۔

لیکن اردو زبان اتنی سخت جان بے انتہا پرکشش اور اتنی شیریں زبان واقع ہوئی ہے جو غیروں کے ظلم و ستم اور اپنوں کی کوتاہی و غفلت کے باوجود خود بخود زندہ ہے۔

اندیشہ یہ ہے کہ آئندہ اردو زبان میں جو عربی فارسی کے الفاظ ہیں انھیں عربی اور فارسی کہہ کر مسترد کر دیا جائے گا اور جو اس میں اردو یا کھڑی بولی کے الفاظ ہیں لیکن وہ اسلامی عقائد و نظریات کے ترجمان ہیں انھیں مسلمانوں کی زبان گھوست کر دیا جائیگا۔ جیسا کہ ایک مرتبہ دوران سفر ہندی زبان میں کتابچہ کی شکل میں جنرل نالج کے مطالعے کا اتفاق ہوا جس میں بڑی مہارت کیساتھ اس کا رنامے کو انجام دیا گیا تھا

کہ کس زبان میں ایام کے کیا نام ہیں
کے صفحہ پر اردو کی جگہ مسلم لکھا گیا تھا
اور بقیہ الفاظ ہندی میں شامل کر لے جائیں گے جیسا کہ ایک
بہت بڑے سیکولر مزاج غیر مسلم اینٹکر کو میں نے سنا جنھوں
نے اٹل بہاری جی کی موت پر آنجنمانی کی جگہ مرحوم کا

لفظ استعمال کیا یقیناً انکے جیسے غیر مسلم صحافی اس آمریت کے ماحول میں جمہوریت کے علمبردار ہیں لیکن وہ مسلمان تو نہیں جو ہمارے ایمان و زبان کی پاسبانی کریں گے۔

اس لئے ہندوستان میں ہر ہندوستانی مسلمان پر اپنے دین و ایمان کیساتھ اپنی مادری اردو زبان کی بھی حفاظت واجب و لازم و ضروری ہے۔

جس کے لئے اہل ثروت حضرات اردو کالج و مدارس اردو اخبار و رسائل اردو تنظیم و تحریک اردو ٹیلی ویزن و چینل اردو صحافی و اینٹکر اور اردو مصنف و شاعر کی مالی تعاون کریں۔

اپنے علاقے کے اخبار و رسائل کی ممبری حاصل کریں اردو جانتے ہیں تو ہندی انگریزی کے ساتھ ایک اردو اخبار بھی خرید لیا کریں۔ اردو ادیب و شاعر اور اردو صحافی و اینٹکر اپنی قوم کو اردو زبان کی تعلیم حاصل کرنے پر ابھاریں۔

اردو ادارے اور اردو کالج و مدارس اردو کو ایک زبان اور فن کی حیثیت سے داخل نصب کریں اور ایک باصلاحیت عالم فاضل بنانے کیساتھ ایک باکمال ادیب اور شاعر اور ایک نڈر اور ایماندار صحافی اور اینٹکر بھی تیار کریں۔

طلبہ کے اندر خفہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے تحریری و تقریری مسابقہ جاتی پروگرام منعقد کریں۔ پھر کامیابی کے بعد انعامات سے نواز کر انکی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اردو جاننے والے اور اس سے محبت رکھنے والے خوش

قسمت افراد اپنی نجی محفلوں میں بھی اپنی صاف ستھری
مادری اردو زبان استعمال کریں۔

اپنی مایوس یا مصروف محفلوں میں اپنی اردو شعر و شاعری
کے ذریعہ اپنے احباب کی خاطر تواضع بھی کرتے
رہیں۔ اور یہ یاد رکھیں کہ ہمارے پیارے وطن
ہندوستان میں اردو ہی وہ واحد زبان ہے جو سبھی
ہندوستانیوں کی روح میں سما جانے کی کشش رکھتی ہے۔
جو غم جان غم جان اور غم جہان کیساتھ ساتھ حسن
و عشق طرب و مستی کیف و سرور خودی و بے خودی عشق
مجازی کے ساتھ عشق حقیقی وصل صنم کیساتھ وصل خدا
سیاسی معاشی سماجی اور اخلاقی موضوعات کیساتھ ساتھ
قومی ملی دینی اور مذہبی احکام و فرائض غرضیکہ تمام
شعبہ ہائے حیات کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔

بات کرے تو ہونٹوں سے خوشبو آئے
بچے کو کتنی اچھی اردو آئے

سجدہ خالق کو، اور ابلیس سے یارانہ بھی

علامہ مجیب احمد فیضی

میں رکھ لیا۔

کچھ دنوں تک تو لوگ ان مجسموں کی زیارت کرتے پھر لوگ ان بتوں کی عبادت کرنے لگے اور خدا پرستی چھوڑ کر بت پرستی کرنے لگے۔ (صادی)

اللہ جل مجدہ الکریم کے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام نو سو برس تک ان لوگوں کو وعظ سنا سنا کر اس بت پرستی سے منع فرماتے رہے۔ بالآخر طوفان میں غرق ہو کر سب ہلاک ہو گئے۔ مگر شیطان اپنی اس چال سے باز نہیں آیا۔ اور ہر دور میں اپنے وسوسوں کے جادو سے لوگوں کو اسی طور پر بت پرستی سکھاتا رہا کہ لوگ اپنے صالحین کی تصویروں اور مجسمے بنا کر پہلے تو کچھ دنوں تک ان کی زیارت کرتے رہے اور ان کے دیدار سے اپنے دل بہلاتے رہے۔ پھر رفتہ رفتہ ان تصویروں اور مجسموں کی عبادت کرنے لگے۔ اس طرح شرک و بت پرستی کی لعنت میں دنیا گرفتار ہو گئی۔ اور خدا پرستی اور توحید خالص کا چراغ بجھنے لگا۔ جس کو روشن کرنے کے لئے انبیاء سابقین یکے بعد دیگرے برابر مبعوث ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کے لئے بت پرستی کی جڑ اس طرح کاٹ دی کہ آپ نے تصویروں اور مجسموں کو کا بنانا ہی حرام فرما دیا۔ اور حکم صادر فرما دیا کہ تصاویر اور مجسمے ہرگز ہرگز کوئی شخص کسی آدمی تو آدمی کسی جاندار کا بھی نہ

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بت پرست ہو گئی تھی۔ اور ان لوگوں کے پانچ بت بہت مشہور تھے۔ جن کی پوجہ کرنے پر پوری قوم نہایت ہی اصرار کے ساتھ کمر بستہ تھی۔ اور ان پانچ بتوں کے نام یہ تھے۔ 1 دود 2 سواع 3 یغوث 4 یعوق 5 نسر۔ حضرت نوح علیہ السلام جو بت پرستی کے خلاف وعظ فرمایا کرتے تھے تو ان کی قوم ان کے خلاف ہر کوچہ و بازار میں چرچا کرتی پھرتی تھی۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کو طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید کا بیان ہے کہ "اور کفار بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو۔ اور ہرگز نہ چھوڑنا دوسواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو اور بے شک انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا"

یہ پانچوں بت کون تھے؟ ان کے بارے میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے یہ پانچوں فرزند تھے جو نہایت ہی دیندار اور عبادت گزار تھے۔ اور لوگ ان پانچوں کے بہت ہی محبت اور معتقد تھے۔ جب ان پانچوں کی وفات ہو گئی تو لوگوں کو بڑا رنج و صدمہ ہوا۔ تو شیطان لعین نے ان لوگوں کی تعزیت کرتے ہوئے یوں تسلی دی کہ تم لوگ ان پانچ صالحین کا مجسمہ بنا کر رکھ لو۔ اور ان کو دیکھ دیکھ کر اپنے دلوں کو تسکین دلاتے رہو۔ چنانچہ بیتل اور سیسے کے مجسمے بنا کر ان لوگوں نے اپنی اپنی مساجد

بنائے اور پہلے سے بن چکے ہیں ان کو جہاں بھی دیکھو فوراً مٹا کر اور توڑ پھوڑ کر تباہ و برباد کر دو تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

نام نہاد مسلمانوں ہوش کے ناخن لو!!!!

آج کل دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے پیروں کے مریدین نے اپنے پیروں کی تصویروں کو چوکھٹوں میں بند کر کے اپنے گھروں میں رکھ چھوڑا ہے اور خاص خاص موقعوں پر اس کی زیارت کرتے کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ان تصویروں پر پھول ملائیں چڑھا کر اگر جتنی بھی سلگایا کرتے ہیں اور اس کے دھوئیں کو اپنے بدن پر ملا کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنی ان خرافات سے باز نہ رہے اور علماء اہل سنت نے اس کے خلاف علم مخالفت نہ بلند کیا تو اندیشہ ہے کہ شیطان کا پرانا حربہ اور اس کی شیطانی چال کا جادو مسلمان پر چل جائے گا۔ اور آنے والی نسلیں ان تصویروں کی عبادت کرنے لگیں گی۔ خوب کان کھول کر سن لو کہ !!!

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی کے جس درخت کی جڑوں کو کاٹ دیا تھا۔ آج کل کے یہ جاہل بدعتی پیر اور ان کے توہم پرست مریدین بت پرستی کی ان جڑوں کو سینچ سینچ کر پھر شرک و بت پرستی کے درخت کو ہرا بھرا اور تناور بنا رہے ہیں۔ آج کل کے جاہل اور دنیا دار پیروں سے تو کیا امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اس کے خلاف زبان کھولیں گے مگر حق پرست اور حق گو علماء اہل سنت سے بہت کچھ امیدیں وابستہ ہیں۔ کہ وہ ان خلاف شرع اعمال و افعال کے خلاف ان شاء اللہ ضرور علم جہاد بلند کریں گے۔ کیوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ ہر اس موقع پر جب کہ اسلام کی کشتی گمراہیوں کے بھنور میں ڈگمگانے لگی ہے۔ تو علماء اہل سنت ہی نے اپنی جان پر کھیل کر کشتی اسلام کی نا خدائی کی ہے۔ اور آخر طوفانوں کا رخ موڑ کر

اسلام کی کشتی کو غرقاب ہونے سے بچالیا ہے۔ مگر فی زمانہ اس کا کیا علاج ہے؟ کہ ان بے شرع پیروں اور مکار باباؤں نے چند روپیوں کے بدلے کچھ مولویوں کو خرید لیا ہے اور یہ مولوی صاحبان ان بے شرع پیروں اور مکار باباؤں کو "محبوب یا "فرقہ ملامتیہ" کا خوبصورت لبادہ اوڑھا کر خوب خوب ان کے کشف و کرامات کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ اور ان باباؤں کے نذرانے سے اپنی مٹھی گرم کر رہے ہیں اور اگر کوئی حق گو عالم ان لوگوں کے خلاف کوئی کلمہ کہہ دے تو بابا لوگ اپنے داداؤں کو بلا کر اس عالم کی مرمت کر دیتے ہیں۔ اور ان زر خرید مولوی نے اپنی مخالفانہ تقریروں کی بوچھاڑ سے بے چارے حق گو عالم کی زندگی دو بھر کر دیتے ہیں۔ اسی لئے میں نے اپنے اکابر علماء اہل سنت کو بار بار کہتے ہوئے سنان کی تحریریں پڑھی کہ للہ اٹھو!!! اور حق کے لئے کمر بستہ ہو کر کم از کم اتنا تو کر دو کہ متفقہ فتویٰ کے ذریعہ یہ اعلان کر دو کہ یہ داڑھی منڈے اول فول بکنے والے گنجیڑی، تارک صوم و صلاۃ، بے شرع بابا فاسق ملعن ہیں۔ جو خود گمراہ اور مسلمانوں کے لئے گمراہ کن ہیں۔ اور ان لوگوں کو ولایت و کرامت سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ مگر افسوس !!! کہ ایک عالم بھی ہمارے اکابرین کے ان لاکار و آواز پر کھڑا نہ ہوا۔ بلکہ پتا یہ چلا کہ ہر بابا کی جھولی میں ایک نہ ایک مولوی چھپا ہوا ہے۔ جس کے خلاف کچھ کہنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ کیوں کہ جو بھی ان باباؤں کے خلاف زبان کھولے گا ان نذرانہ خور مولویوں کی کاؤں کاؤں اور چاؤں چاؤں میں اس کی مٹی پلید ہو جائے گی۔

مسلمان کو یارب مسلمان بنادے

اں کو اہل پھر ایمان بنادے۔

زندگی کیا ہے؟

مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری

حقیقتیں ہیں جو ہمارے آس پاس بکھری ہوئی ہیں۔ لیکن ہماری عقل ماؤف ہے اور نظر خیرہ۔

دیکھنے والوں کو آسمان کی طرح سب کچھ نظر آ رہا ہے لیکن نہ دیکھنے والے آسمان کی تلاش میں نکل کر بھی آسمان تک نہیں پہنچ سکے۔ ہمارے پاس سوچنے اور سمجھنے کیلئے بہت وقت ہے لیکن ہم سوچنے کیلئے قطعاً تیار نہیں۔ یہی سوچ کا جمود انسان کو

جانوروں سے مشابہہ کر رہا ہے۔ ہماری زندگی کی گھڑی الٹی گنتی چل رہی ہے اور زندگی برف کی مانند پگھلتی جا رہی ہے۔ ظاہر کو ہی سب کچھ سمجھنے والے اسی زندگی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اگر یہی سب کچھ زندگی ہے اور موت کے بعد کچھ نہیں تو

بہت اچھا رہا وہ جس نے دنیا کی مال و متاع کو ہر جائز و ناجائز طریقے سے حاصل کیا۔ لیکن اگر ایسا نہیں جیسا کہ نظر بھی آتا ہے تو پھر کیا بنے گا اس انسان کا جس نے اپنا سارا وقت ضائع کر دیا۔ انسانی عقل کہتی ہے کہ خدا کے مان لینے میں کوئی نقصان نہیں لیکن نہ ماننے میں سراسر نقصان ہے۔ اگر کہ خدا کو مان لیا جائے تو پھر اس کی خدائی بھی خود بخود نظر آنا شروع ہو جاتی ہے۔ یقیناً جب اس نے پیدا کیا ہے تو کوئی نہ کوئی مقصد بھی رہا ہوگا۔

میں یہ بات کیسے مان لوں کہ جب دنیا میں کوئی چیز بھی بغیر کسی مقصد کے نہیں تو ہم بے مقصد ہی دنیا میں آئے ہوئے ہیں۔ سورج، چاند، ستارے اور اس دنیا کا ذرہ ذرہ اس بات کی دلیل

پانچ، چھٹ کا انسان کہ جس کی زندگی خود اس کے اختیار میں نہیں جو خود اپنی مرضی سے وجود میں نہیں آیا اور نہ اپنی مرضی سے ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے۔ جس کی اگر سانس رک جائے تو وہ اسے بحال نہیں کر سکتا لیکن یہی پانچ چھٹ کا انسان کہیں خدائی کا دعویدار بن کر کھڑا ہے تو کہیں جانور سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہا ہے۔

بظاہر اس کا کوئی دشمن نہیں لیکن یہ خود اپنا بہت بڑا دشمن ہے۔ چاند پر قدم رکھ کر کائنات کی کھوج کرنے والا انسان آج خود اپنے دل میں موجود خدائی تصور سے بھی نا آشنا ہے۔ اسے کس نے پیدا کیا؟ اور کیوں پیدا کیا؟

جب دنیا کا کوئی کارخانہ خود بخود وجود میں نہیں آتا تو اتنی بڑی دنیا کا کارخانہ کیسے وجود میں آ گیا ہے اور صرف یہی نہیں کہ وجود میں آ گیا ہے بلکہ مستقل مزاجی سے چل رہا ہے۔ یہ سورج جو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہٹ جائے تو کوئی ایسی قوت نہیں جو اسے اپنی جگہ پر لاسکے۔ یہ آسمان جس کی بلندیوں کو ہماری آنکھیں روز دیکھتی ہیں جو حدنگاہ تک پھیلا ہوا ہے۔ کوئی اسے آج تک چھونا تو درکنار اس کا احاطہ بھی نہیں کر سکا۔ اسی آسمان پر پھیلے یہ ان گنت ستارے جو ہمارے سورج سے بھی کئی گنا بڑے ہیں۔ لیکن اپنی حقیقت روز آسمان پر ہمارے سامنے عیاں کرتے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں کہ ایسی کئی کہکشائیں ہیں جہاں پہنچنے کے لئے ہم وقت کی قید میں ہیں۔ اس جیسی کتنی ہی

محبت کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کب کا اس دنیا کو ختم کر دیتا۔ جس طرح ایک ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے اور پھر اس کو غلط بات پر سرزنش بھی کرتی ہے اسی طرح وہ پیدا کرنے والا خدا 70 ماؤں سے زیادہ بڑھ کر محبت کرتا ہے۔ بے لوث اور بے غرض محبت! وہ بھی کبھی کبھی ہماری سرزنش کرتا ہے کہ ہم صراطِ مستقیم پر آجائیں۔ لیکن ہم بگڑے ہوئے بچے کی طرح اپنے دنیا کے کھلونوں میں کچھ اس قدر گرم ہو جاتے ہیں کہ اس خالق سے اس قدر غافل ہو جاتے ہیں کہ جیسے خود ہی پل بڑھ کر اتنے بڑے ہو گئے ہیں۔ پھر جب وہ خالق اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے کبھی ہمارے ہاتھ سے ہمارے کسی عزیز (کھلونے) کو چھین لیتا ہے تو ہم گر گڑا کر اس سے شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ اس پر ہمارا کوئی بس نہیں چلتا۔ لیکن پھر بھی اس نے کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی ہمیں تنہا نہیں چھوڑا۔

وہ ہماری طرف متوجہ ہے لیکن کوئی اسے پکارے تو سہی۔ کبھی وقت ملے تو تنہائی میں ایک بار صرف ایک بار اسے سچے دل سے پکار کر تو دیکھئے پھر بتائیے گا کہ خدا ہے کہ نہیں؟ پھر آپکا وجود خود گواہی دے گا اور آپ کو پتہ چل جائے گا کہ زندگی کیا ہے؟

ہے کہ کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی گئی۔ قدرت کے اس کارخانہ میں اگر غور کریں تو کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کارخانہ کو بگاڑنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اگر کوئی اس کارخانہ میں بناؤ بگاڑ کا سبب بن رہا ہے تو وہ یہی انسان ہے۔ ہر جاندار و بے جان اپنے اپنے دائرہ میں قید ہے۔ شیر شکار کرتا ہے تو صرف ایک جانور کا اور اپنی بھوک مٹانے کے بعد بلا وجہ کسی پر حملہ نہیں کرتا۔

اسی طرح ہر جاندار اپنے اپنے دائرہ میں اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ آج تک ہمارے مشاہدہ میں ایسی کوئی بات نہیں آئی کہ کسی جاندار مثلاً کوئے نے پائپ سے پانی پینا شروع کر دیا ہو۔ مچھلیوں نے پانی سے نکل کر زمین پر بھی رہنے کی کوشش کی ہو وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ بات مشاہدہ میں ہے کہ انسان نے اپنے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے کئی انسانوں کو شکار کر لیا ہو۔ انسان نے ہوا میں اڑنا اور پانی کے اندر جانا شروع کر دیا۔ اس کے پیدا کردہ دھویں سے ماحول میں تبدیلی واقع ہونے لگی۔ انسان کے پاس یہ اختیار کس قدر ہے کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے۔ کیا دنیا بنانے والے کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ وہ اپنی دنیا کی حفاظت کرے۔ بظاہر تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اسے کوئی پروا نہیں ہے جو چاہے کرتا پھرے۔ لیکن اگر سوچیں تو پھر یہ آزادی کچھ محدود سی دکھائی دینے لگتی ہے۔

دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب کوئی قوم یا انسان دنیا کے وجود کیلئے خطرہ بنا اس خدا کا قانون حرکت میں آیا اور کئی نمرود، ہٹلر اور چنگیز خان کھوپڑی کے انبار لگانے کے بعد تاریخ سے اس طرح ختم ہو گئے کہ جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔ اب اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ وہ رب العالمین انسانوں سے بے انتہا

اتحاد ضروری ہے۔ مگر کیسے؟

شاہنواز عالم مصباحی ازہری

کسی بھی قوم کی کامیابی و کامرانی اور فتح و نصرت کی تاریخ رقم کرنے میں سب سے اہم رول اس قوم کے درمیان اتحاد ادا کرتا ہے، تاریخ کے اوراق شاہد ہے کہ قوموں کے عروج و زوال پر بلندی، ترقی و تنزلی، خوش حالی اور فارغ البال اخوت و محبت و ہمدردی آپسی اختلافات و انتشار و تفرقہ بازی اور باہمی نفرت و عداوت اہم ترین ثابت ہوئے ہیں ملت اسلامیہ کی تاریخ سے یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب تک فرزندان توحید کے درمیان اتحاد و اتفاق کی شمع روشن تھی تو قوم فتح و نصرت اور کامیابی و کامرانی کا جھنڈا پوری دنیا میں لہرا رہی تھی اور جب اتحاد و اتفاق اخوت و محبت کے دامن کو اپنے پیٹھ کے پیچھے ڈال کر اختلافات و انتشار کے دامن فریب سے وابستہ ہو گئے تو قوم کو سخت سے سخت بدترین سے بدترین شکست و ہزیمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، سپر پاور قوم کی حیثیت رکھنے والا مسلمان جن کے بارے میں قرآن شاہد ہے ”وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ“ ترجمہ، اور سستی نہ کرو اور غمزدہ نہ ہو تمہیں غالب آو گئے اگر تم مومن کامل ہو، لیکن اسکے باوجود آج مسلمان ذلت و رسوائی کے دلدل میں گرفتار ہے، قرآن کریم نے اتحاد و اتفاق کی اہمیت پر بے پناہ زور دیکر فرمایا، کہ اللہ کے رسی کو مضبوطی سے تھام لو آپس میں تفرقہ بازی نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کے اس فضل کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے

دلوں کو جوڑا اور تم لوگ اللہ کی رحمت سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے تم لوگ آگ کے کنارے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے بچالیا۔ آ حدیث رسول آثار صحابہ اور امت مسلمہ کے تمام مصلحین اور داعین، آئمہ مفکرین و دانشوران نے اتحاد کی دعوت دی ہے لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس وقت دنیا بھر میں سب سے زیادہ اختلافات کا شکار کوئی قوم ہے تو وہ قوم مسلم ہے، اس وقت سیاسی اقتصادی غلبہ حاصل کرنے کے لئے کئی متضاد مذہب کے مفکرین اور دوسرے کلچر کے لوگ بھی ایک ہو چکے ہیں جو کل تک ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے وہ لوگ بھی آج کل ایک پلیٹ فارم پر نظر آ رہے ہیں جن کے پاس اتحاد کے لئے کوئی نقطہ نظر نہیں، جبکہ مسلمانوں کے پاس اختلافات کے باوجود اتحاد قائم کرنے کے لئے بہت سی مشترکہ چیزیں موجود ہیں جن میں دوسب سے اہم ہے ایک اللہ کی وحدانیت اور دوسرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور انکے علاوہ بہت سے ایسے امور بھی ہیں جن پر مسلمانوں کے سبھی فرقہ و مسلک کے لوگوں کا اتحاد ہے لیکن اسکے باوجود مسلمان عملی سطح پر اختلافات کے شدید شکار ہیں، دوسری بات یہ کہ قوم مسلم کے رہنماء ہمیشہ اتحاد کی بات کرتے ہیں اسکے باوجود بھی یہ مشن کامیاب نہیں ہوتا ہے کبھی کامیابی کے کنارے پہنچ کر بھی ناکام ہو جاتا ہے، ہندوستان کے حالات بھی مسلمانوں کے لئے انتہائی سنجیدہ اور مشکلات کی

بعد کے آئمہ و فقہاء کے درمیان بھی رہا لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور بغض و حسد و کینہ سے پاک تھے۔

لیکن آج یہ علمی اور فقہی اختلاف بغض و حسد و عناد کا سبب ہو گیا ہے، ایک سلسلہ کے لوگ دوسرے سلسلہ کے وجود و بات کو ماننے کو تیار نہیں ہے، سچ تو یہ ہے کہ آج کے دور میں مذہب کے تبلیغ کے بجائے لوگ سلسلہ و خانقاہ کے تبلیغ میں مصروف ہے، قیام اتحاد کے لئے ہم سب کو ملکر ان تمام خرافات و اختلافات کو بالائے طاق رکھنا ہوگا، قیام اتحاد کے لیے چند چیزوں کو ذکر کرنے کی کوشش کرنے جا رہا ہوں، اللہ رب العزت کی ذات سے یہ امید ہے کہ سب ملکر اس پے عمل کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان بھی اتحاد و اتفاق کا جھنڈا بلند ہوتا ہوا نظر آئے گا۔ اولاً، ہم سب ملکر کلمہ طیبہ کے اساس پر اتحاد و ملت کو فروغ دیں، قوم و ملت کے مشترکہ مسائل کے لئے مشترکہ طور پر جد و جہد کریں، ہم سب رسول اعظم اور صحابہ کرام، امہات المؤمنین اور اہل بیت اطہار، اور تمام سلاسل حقہ کے بزرگوں کا احترام ملحوظ رکھیں، اور اس بات کا مکمل خیال رکھیں کہ دوسرے سلاسل کے حاملین جن بزرگوں سے عقیدت و احترام کا تعلق رکھتے ہیں علمی و فکری مباحث کے درمیان انکے بارے میں ایسی باتیں نہ کریں جو انکے عقیدت مندوں کی دل آزاری کا باعث ہو، مسالک کے اختلافات کی گفتگو کو درسی اور علمی مجالس تک ہی محدود رکھیں حتی الامکان عوام الناس کے سامنے ایسے اختلافات کو لانے سے گریز کریں جو عوام کے اندر اختلاف و انتشار کا باعث بنے، اور اگر لانا بھی ضروری ہو تو آداب اختلاف مکمل طور سے ملحوظ رکھیں، اور داعیانہ اسلوب و طریقہ سے ہم مکمل طور سے اجتماعیت کا ثبوت پیش کریں، اور اگر کبھی اختلاف ہو جائے گاؤں یا محلہ وغیرہ میں تو ہماری کوشش ہو کہ باہمی توافق

کشتی میں سوار ہیں ہر آنے والا دن ایک نئی مصیبت اور طلع قیامت کی خبر دیتا ہے ملک کی آب و ہوا ہر وقت اعلان کر رہی ہے کہ مسلمانوں متحد ہو جاؤ ورنہ تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔ لیکن ہم سیاسی، سماجی، اور قومی سطح پر شدید اختلافات کے شکار ہیں کوئی سلسلے کو لیکر تو کوئی ذات و برادری کو لیکر اختلاف کر رہا ہے، اس پر فتن دور میں کوئی بھی انسان پہل کرنے کو تیار نہیں ہے کہ جو عملی سطح پر اس مہلک مرض کا ازالہ کر سکے، زیر نظر تحریر میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ایسی چیزیں تحریر کرنے کی کوشش کرنے جا رہے ہیں کہ اگر عمل کریں تو اپنے درمیان اتحاد قائم کر سکتے ہیں، خوف ہراس کے اس ماحول سے باہر آ سکتے ہیں اسکے لئے تمام مسلمانوں کو اپنے اسلاف و رہنماؤں کی پیروی کرنی ہوگی تمام سلاسل و مسالک کے لوگوں کو آپسی رائے سے سمجھوتہ کرنا ہوگا۔

کیونکہ اتحاد یہ نہیں ہے کہ آپ دوسرے کو اپنی بات ماننے پر مجبور کر رہے ہیں بلکہ قیام اتحاد درحقیقت اس کوشش کا نام ہے کہ امت کے مفاد کی خاطر آپ اپنے خیالات سے سمجھوتہ کر کے دوسروں کی تائید کر رہے ہیں، اس سلسلہ میں سب سے پہلے مسلکی و خانقاہی و ذات برادری کے اختلافات کو بالائے طاق رکھنا ہوگا، اس کی سب سے بہتر شکل یہ ہے کہ ہم اپنے نظریات اور اجتہادات پر عمل کریں، اسکی تشریح کریں، لیکن دوسروں کی تنقید نہ کریں، اختلافات اپنے مسالک و نظریات کی تشریح سے نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ تنازع اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اپنے مسلک و خانقاہ کی تائید میں دوسروں کی تنقید و تنقیص کرتا ہے رہا فقہی اختلافات تو شریعت اسلامیہ کا طرہ امتیاز ہے، دور صحابہ میں بھی فقہی اور علمی اختلاف رہا ہے لیکن صحابہ کرام کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں ذرہ برابر بھی رنجش نہیں تھی، یہ اختلاف دور تابعین اور

ہے لیکن انکے سامنے کوئی ایجنڈا نہیں ہے، عام نمائندوں کی طرح وہ بھی کام کرتے ہیں۔

اس لئے بہتر ہوگا کہ ایک سیاسی فورم کی تشکیل بھی ہو، اس میں تمام اقلیتیوں اور مظلموں کے طبقات کو بھی شامل کرنا ہوگا، باصلاحیت اور نیک امید وار کو ٹکٹ دلایا جائے، کسی بھی ایک سیاسی پارٹی سے تعلقات بنانے کے بجائے جہاں جس پارٹی سے امید ہو یا کوئی معاہدہ ہو جائے وہاں اسکی خفیہ طور پر حمایت کریں، ان تمام کوششوں کو بروئے کار لانے کے لئے تمام مذہبی رہنماؤں کو آگے آنا ہوگا اور اپنے خیالات سے سمجھوتہ کرنا پڑیگا زبانی سطح پر محنت و جد جہد کرنی پڑیگی، اتحاد و اتفاق کے تعلق سے یہ چند چیزیں تھیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور میرا یقین ہے کہ جو اللہ رب العزت نے فرمایا وہی سچ ہے اس پر عمل کر کے ایک مرتبہ پھر امت مسلمہ سرخرو اور کامیابی کی دہلیز پر پہنچ سکتی ہے اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت، شہرت و عزت کو دوبارہ بحال کر سکتی ہے، اگر ہم اب بھی ہوش کے ناخن نہ لئے تو ذلت و رسوائی اور بزدلی مزید اس قوم کی مقدر بن جائے گی اس لئے سب سے پہلے ہمیں بیدار ہونا پڑے گا جب ہم بیدار ہونگے تو پھر قوم بیدار ہوگی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم کسی شاعر نے اسکی ترجمانی کی ہے۔“ ع

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو خیال جسے آپ اپنی حالت بدلنے کا

متحد ہو تو بدل ڈالو زمانے کا نظام

منتشر ہو تو مرو شور مچاتے کیوں ہو

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتحاد و اتفاق سے رہنے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور صلح کے ذریعے سے مسئلہ حل ہو جائے پولیس اور مقدمہ بازی کی نوبت نہ آئے اور اعدائے اسلام ہمارے اختلاف سے فائدہ نہ اٹھاسکیں، جیسا کہ موجودہ دور میں اعدائے اسلام ہمارے اختلافات سے مکمل طور سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

عوام کو ملک مخالف پالیسیوں سے آگاہ کریں اور انہیں یہ بتائیں کہ اس طرح کی پالیسیاں ملک کے وقار کے خلاف ہے یہاں کی عظمت کو خطرات لاحق ہے، اقتصادی، سیاسی، سماجی، اور تعلیمی سطح پر ملک شدید بحران کا شکار ہو رہا ہے جن کا خمیازہ یہاں کے عوام کو بھگتنا پڑے گا، تمام ذات برادری کے لوگوں کو اس ملک کی ترقی اور کامیابی کے لئے جدو جہد کرنا ہوگا۔ ملک میں رہنے والے غیر مسلموں کے سامنے اسلامی تعلیمات بھی پیش کی جائے اور انہیں یہ بتایا جائے کہ قرآن اور اسلام کا غیر مسلموں کے تعلق سے کیا نظریہ ہے، انکے دلوں سے وہ شکوک و شبہات اور غلط فہمیاں بھی مذاکرات کے میز سجا کر دور کرنے کی کوشش کریں جو اسلام کا صحیح پیغام ہے اسکے ذریعے سے اور نیز یہ بھی بتائے کہ قرآن و حدیث ملک میں بھائی چارہ اخوت و محبت کا پیغام دیتا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ ان تمام امور کو سوشل میڈیا، میڈیا چینل، اور اخبارات کے ذریعے سے بھی تشہیر کیا جائے تاکہ دنیا بھر میں یہ پیغام جائے کہ ہندوستان کا مسلمان امن و امان اور ملک کے سالمیت کے لئے کل بھی پیش پیش تھا۔ اور آج بھی وہ اس کے لئے مسلسل کوشاں ہیں، سیاسی، سماجی و قاری بحالی اور مسلمانان ہند کی مشکلات ختم کرنے کے لئے مشترکہ طور پر ایک سیاسی تنظیم بھی تشکیل دینے کی اشد ضرورت ہے، مسلمان ملک میں مؤثر ہونے اور اپنی حیثیت ثابت کرنے کے لئے سیاست میں اثر و رسوخ حاصل کرنا ہوگا، سیاسی سطح پر مضبوط ہونا پڑیگا، آج ملک میں مسلم ایم ایل اے، ایم پی، اور دیگر نمائندہ کی ایک بڑی تعداد موجود

ملک کی ترقی و آزادی میں مدارس اسلامیہ کا کردار

فیاض احمد برکاتی مصباحی شراستی

وہاں کی پارلیمنٹ کو بھیجتے رہے۔ یہ باتیں کوئی تخیلاتی تاریخ کی نہیں ہیں بلکہ وہ تمام خطوط جو شروعاتی دور میں ان تاجر جاسوسوں نے اپنے ملک کی پارلیامینٹ کو بھیجا تھا وہ سارے خطوط چھپ چکے ہیں اور ہندوستان کی حیدر آباد لائبریری میں ہیں۔ بادشاہ کا انتقال ہوا پھر دوسرے بادشاہ آئے جب تک یہ لوگ ہندوستان میں اپنی پہچان بنا چکے تھے۔ ان انگریز جاسوسوں نے جنوبی اور مشرقی ہندوستان کو اپنا مستقر بنایا اور اپنے کام کے افراد ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عالم گیر کے زمانے میں دکن کے علاقے میں بغاوت ہونا شروع ہو گئی تھی جسے عالم گیر رحمہ اللہ علیہ نے اپنی طاقت اور حکمت سے دبائے رکھا لیکن اللہ کی مصلحت کہ وہ بھی اس پہلی اور بنیادی بغاوت کا خاتمہ نہ کر سکے۔ ایک عام مورخ کو یہ صرف ایک جنوبی المذہب شخص کی بغاوت لگتی ہے جبکہ سچائی یہ ہے کہ یہ بغاوتیں ان جاسوسوں کی پہلی کامیابی تھی، بڑی ہوشیاری سے یہ لوگ کام کرتے رہے۔ 1830ء کے بعد اس ملک میں یہودی جاسوس تاجر اور رسول آفیسروں کی شکل میں آنا شروع ہو گئے انہوں نے بھی اپنی پوری خفیہ توانائی مہاراشٹر میں صرف کی اور یہودی اپنا کھویا ہوا بنی اسرائیلی خاندان تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کا کھویا ہوا خاندان بخت نصر کے بعد سے ہی مہاراشٹر میں آباد تھا۔ انہوں نے اپنا مذہب بدل لیا تھا لیکن کچھ اور بھی فطرت میں یہودیت اور بنی اسرائیلیت تھی۔ اپنے منادر پر ایسا نشان ضرور رکھتے تھے جسے دیکھ کر ہی ان کے قبیلے کے لوگ پہچان جاتے کہ یہ اپنا ہی قبیلہ ہے

جس وقت برطانیہ اپنے حلیف یورپی ممالک کے ساتھ ترکی کے خاتمے کی پلاننگ تیار کر رہا تھا اور باہمت اہل علم کے ذریعہ جاسوسی کر کے اس حکومت کے حصے بخرے کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے اسی وقت کچھ جاسوس تاجروں کے لباس میں سونے کی چڑیا دیکھنے کے لیے بھیجے گئے تھے، جنہوں نے پہلے تو پورے ملک کی معاشی استحکام کا جائزہ لیا اس کے بعد مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق اور مذہبی زندگی دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے کہ اگر ہم نے ترکی کے ٹکڑے کرنے کی کوشش کی تو ہندوستان ہر اعتبار سے دوسرا ترکی بن کر کھڑا ہو جائے گا، ان تاجر نما جاسوسوں نے سب سے پہلے اپنے پارلیمنٹ کو اس بات کی جانکاری دی کہ جب تک ہندوستان اپنے قبضے میں نہ آجائے مشرق وسطیٰ کی طرف جھانکا بھی نہ جائے۔ جب یہ رپورٹ پیش کی گئی تو انگلستان سے مزید جاسوس جو طب و حکمت میں بھی مہارت رکھتے تھے اور علم و فضل میں بھی کمال حاصل تھا ان کو ہندوستان بھیجا گیا۔ اتفاق سے اسی زمانے میں بادشاہ کی شاہ زادی یا شاہ زادہ بیمار تھا جن کو کسی اچھے طبیب کی ضرورت تھی۔ دوسری طرف ان چالاک اور ہوشیار انگریز جاسوسوں نے بادشاہ کے قریبی لوگوں تک پہنچ کر خود کو ایک حکیم کے طور پر متعارف کرا لیا تھا۔ ان کے ذریعہ یہ لوگ شاہ ہند تک پہنچے، مریض کا علاج کیا، صحتیابی ملی۔ بادشاہ نے انعام میں بڑی مراعات دیں اور پورے ملک میں آزادی کے ساتھ تجارت کی اجازت مل گئی۔

انگریز پورے ملک کا جائزہ لے کر اندرونی رپورٹ ملکہ انگلستان اور

مذہب و ملت کے لوگوں نے یہاں سے تعلیم حاصل کی اور ملک کی ترقی و آزادی میں اہم کردار ادا کیا۔ ان لوگوں میں سے چند قابل ترین افراد کا تذکرہ اختصار کے ساتھ یہاں کیا جاتا ہے۔

سلطان فتح علی عرف ٹیپو سلطان شہید رحمہ اللہ علیہ۔ سلطنت خداداد کے بانی حضرت حیدر علی کے شاہزادے اور ملک کے اولین مجاہد آزادی میں سے ایک ہیں۔ سلطنت خداداد میں ایک جگہ "آرا کاٹ" ہے جہاں مجذوب صفت ولی حضرت ٹیپو مستان آرام فرما ہیں۔ ان کی بارگاہ میں آپ کی والدہ اور آپ کی دادی منت کے لیے تشریف لے گئیں جہاں سے ایک بیٹی کی بشارت ملی۔ 20/ نومبر 20/ 1750/ ذوی الحج 1163ھ جمعہ کے دن آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کیا گیا۔ سرکاری مکتب کے اساتذہ سے دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کی اور وقت کے بہترین عالم و منتظم بنے۔ 1767/ 1769 تک انگریزوں کے ساتھ ہونے والی جنگ میں آپ نے شرکت کی اور 29/ مارچ 1769 کو آپ نے بہادری، حکمت اور مضبوط لائحہ عمل سے دشمن کو شکست فاش دی۔ اس پہلی جنگ میں آپ کی اعلیٰ قیادت کی دھاک انگریزوں پر بیٹھ گئی۔ 17/ دسمبر 1782/ میں حیدر علی کینسر کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ 26/ دسمبر 1782/ محرم الحرام کی 20 ویں تاریخ 1197/ میں آپ سلطنت خداداد کی سلطنت پر جلوہ گلن ہوئے۔ سلطنت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد پوری زندگی جدوجہد کرتے رہے۔

اپنی ہمت و جرات اور طاقت و قوت کا انگریزوں سے لوہا منوالیا۔ دن میدا جنگ میں اور رات خدا کے حضور سر بسجود ہو کر گزارتے۔ ملک کی معاشی حالت کو اس قدر بہتر کیا کہ آپ کے قلم رو میں شامل علاقہ آج بھی ملک کا خوشحال ترین علاقہ تسلیم کیا جاتا

۔ مثال کے طور مہاراشٹر اور کرناٹک کے سرحدی علاقے میں ایسے منادر کثرت سے مل جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر ہی یہودیت کی تعلیم رکھنے والا پہچان جاتا ہے کہ "یہ دراصل یہودی لوگ" ہیں۔ اس طرح جہاں اس ملک میں اندرونی بغاوت کرائی گئی وہیں ہندو مسلم کے درمیان نفرت کا بازار گرم کرایا گیا اور مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے کے لیے اسلامیات میں نئے نئے مسائل اٹھائے گئے جو اس سے پہلے کبھی بھی تاریخ اسلامی میں موضوع بحث نہیں بنے تھے۔ جب پوری ہندوستانی عوام ایک دوسرے سے دست بگریباں ہونے لگی اور آپس میں ہی جھوٹ موٹ کی باتوں پر لڑنے مرنے لگی تو انگریزوں نے دھیرے دھیرے یہاں کے برہمنوں کو ملا کر ملک پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ جس وقت یہ مکار قوم اس ملک پر قبضے کی کوشش کر رہی تھی اسی وقت شیر میسور اور نواب سراج الدولہ نے ان کے اردے بھانپ لیے اور اپنے ملک کو بچانے کے لیے اپنی سلطنت اور اپنی جان تک کو قربان کر دیا۔ اتفاق یہ دیکھیے کہ جتنے بھی لوگوں نے ملک کی ترقی اور آزادی میں حصہ لیا اور انگریزوں کی ناکوں میں دم کر دیا وہ سب مدارس اسلامیہ کے تعلیم یافتہ افراد تھے۔ مجھے تلاش بسیار کے باوجود ایک بھی شخص ایسا نہیں ملا جس نے ملک کی آزادی اور ترقی میں حصہ لیا ہو اور اسے مدارس اسلامیہ کی تعلیم کا فیض حاصل نہ رہا ہو۔

اس لیے کہ جس وقت انگریز ملک پر قابض ہوئے تھے اس وقت صرف مدارس ہی تعلیم و تعلم کا ذریعہ تھے۔ دھرم شالائیں یا برہمنوں کے منادر کی تعلیم صرف برہمنوں کے لیے وہ بھی دیومالائی قصے کے لیے خاص تھے۔ ایسے وقت میں جب کہ تعلیم پر برہمنوں نے پہرا بٹھا رکھا تھا مدارس اسلامیہ نے اپنی تدریسی خدمات کو عام کر دیا اور اپنے دروازے ہر ایک کے لیے کھول دیئے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر

ہے۔ تعلیم پر زور دیا۔
مسلمانوں کے اعتقادات کو مضبوط کیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ
آپ کی سلطنت میں بودوباش اختیار کرنے والے مسلمانوں کی
اکثریت آج بھی خوش عقیدگی کے دامن سے لپٹی ہے
۔ پرنٹنگ پریس لا کر آپ نے اس زمانے اردو اخبارات نکالے
۔ میرے خیال سے ہندوستان کی سرزمین پر پہلا غیر انگریزی
اخبار آپ نے ہی جاری کیا۔
اسلحہ میں بہتری لانے کی کوشش کی اور اپنے سائنسی علوم
کا استعمال کر کے حیرت انگیز اسلحہ ایجاد کیا۔ آج بھی ناسا کی
دیوار پر آپ کی راکٹ کے ساتھ آپ کی تصاویریں موجود ہیں
اور ناسا نے آپ کو میزائل کا موجد تسلیم کیا ہے۔ انگریزوں نے
جب اس حیرت انگیز اسلحے کی تباہی دیکھی تب ان کے دلوں میں
سلطنت خداداد پر قبضہ کرنے کی ہوس اور جاگ گئی جس کے
لیے انہوں نے غداروں کو ڈھونڈ نکالا۔ سلطنت خداداد پر سب
سے پہلے قبضہ کرنے کی ایک بڑی وجہ راکٹ بھی تھی۔ جس پر
قبضہ کے بعد اس زمانے میں حاصل شدہ مزائل حفاظت کے
ساتھ برطانیہ بھیجے گئے تھے۔ آپ کے جان باز سپاہیوں نے
جب دیکھا کہ حکومت ہاتھ سے نکل گئی ہے تو اسلحہ خانے کے
محافظ نے تمام راکٹ مختلف جگہوں پر کنوئیں میں ڈال کر
چھپا دیا تھا جواب دریافت ہو رہا ہے۔ تعلیمی میدان میں حضرت
ٹیپو سلطان شہید رحمہ اللہ علیہ نے "جامع الامور" نامی
یونیورسٹی قائم فرمائی۔ ہندوستان کی سرزمین پر جدید تعلیم و تعلم کا
یہ پہلا مرکز تھا جس کا قیام اس ولی صفت سائنس داں اور

بادشاہ نے کیا تھا۔ 80 مربع میل پر آپ کی سلطنت کا
پھیلاؤ تھا۔ 88 ہزار فوج آپ کی سلطنت کی حفاظت کے
لیے ہمہ وقت کھڑی رہتی تھی۔ آپ کے وفادار منشی زین
العابدین سوشتری نے دو جلدوں میں سلطنت خداداد کے اہم
واقعات "سلطان التورخ" کے نام سے لکھی ہے۔ منشی
صاحب نے سلطان کے مشورے سے فوجی تربیت اور سلطنت
کے نظام کی درستگی کے لیے دو اور کتابیں انگلش میں لکھی ہیں
۔ 4 مئی 1799 میں غداروں کی سازش اور دشمن کے
اوپر حملے کی وجہ سے اس عظیم سائنس دان اور قابل حکمراں
نے جام شہادت نوش کیا۔ آپ کا مزار مبارک میسور میں ہے۔
راجہ رام موہن رائے۔
راجہ رام موہن رائے کا خاندان پانچ پشتوں سے سلطنت
مغلیہ سے منسلک تھا اور زمینداری و تحصیلداری کے فرائض راجہ
صاحب کے خاندان کے سپرد تھے۔ راجہ صاحب کے والد ایک
راخ العقیدہ برہمن تھے اور اپنے مذہب پر سختی کے ساتھ
کار بند تھے۔ 1774 میں آپ کی پیدائش رادھا نگر بنگال
میں ہوئی۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق آپ کی تعلیم کا
انتظام کیا گیا اور آپ نے اردو عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی
۔ مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کو پٹنہ بھیج دیا گیا۔ پٹنہ اس زمانے
میں علم کا سب سے بڑا مرکز تصور کیا جاتا تھا۔
جہاں آپ نے فقہ، تفسیر، اور حدیث کے ساتھ تصوف کی تعلیم
حاصل کی۔ تصوف سے آپ کو حد درجہ لگاؤ تھا اور وحدہ الوجود
آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ تصوف سے اس قدر وابستگی تھی کہ

ہوگئی اور وظیفہ بھی بڑھا دیا گیا۔ واپسی میں برٹل میں آپ بیمار ہوئے اور وہیں 1833ء میں فوت ہو گئے۔

مناظر اسلام مولانا رحمت اللہ عثمانی کیرانوی۔ مشہور اسلامی مناظر اور شہرہ آفاق کتاب "اظہار الحق" کے مصنف۔ عرب کی سر زمین ایک بڑے دینی ادارے مدرسہ صولتیہ کے بانی اور جنگ آزادی 1857ء کے عظیم مجاہد ہیں۔ 1817ء میں پیدا ہوئے۔ مختلف اساتذہ اور شیوخ سے تعلیم حاصل کی۔ عیسائیت ک گہرا مطالعہ تھا۔ پوپ فنڈز کو آپ نے شکست فاش دی تھی۔ بڑے ذہین اور ذکی تھے۔ جس وقت انگریزوں سے جنگ کی تیاری چل رہی تھی آپ دہلی پہنچے، حالات کا جائزہ لیا اور جنرل بخت خان کے مشیرین اور بادشاہ سے کہا کہ دہلی کی سر زمین جنگ کے لیے مناسب نہیں ہے۔ آپ ہی کے مشورے پر 1857ء کی جنگ آزادی باہر لڑی گئی تھی۔ علامہ فضل حق خیر آبادی کے فتویٰ جہاد کی تائید کی۔ پھر وہاں سے واپس آ گئے۔ بغاوت ختم ہونے کے بعد انگریزوں نے آپ کے خلاف بھی وارنٹ جاری کیا جس کی وجہ سے آپ نے مکہ شریف ہجرت کی اور آخر عمر تک وہیں رہے۔ وہیں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس نے عالم اسلام میں کافی شہرت حاصل کی۔ آپ کی کتاب اظہار الحق عیسائیت کے تابوت میں آخری کیل ہے جس کا جواب آج تک عیساء دنیا نہ دے سکی۔ شیخ احمد دیدات اسی کتاب کی وجہ سے عالم اسلام کے سب سے بڑے اسلامی مناظر تھے۔ شیخ دیدات نے پوری کتاب زمانہ طالب علمی میں

آپ نے بتوں کی پرستش کی شدید مخالفت اور ایک خدا کی عبادت کے داعی بن گئے۔

16/ برس کی عمر میں آپ نے فارسی زبان میں ایک کتاب "تخفہ الموحدين" لکھی، اس کتاب کا دیباچہ عربی میں تھا۔ آپ کے والد نے کتابوں کے ساتھ آپ کی لکھی ہوئی اس کتاب کو دیکھ لیا، بخت ناراض ہوئے لیکن آپ نے اپنی تصوفانہ فکر سے رجوع نہیں کیا۔ والد کے احترام میں جب تک والد صاحب حیات سے رہے کتاب نہیں چھاپی۔ ہندوانہ رسم و رواج کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ آپ کی وجہ سے ہی "ستی" کے ظالمانہ رسم پر حکومت نے پابندی عائد کی تھی۔ روزانہ صبح کے وقت لوگوں کو تعلیم دیتے۔ شاگردوں کا ایک حلقہ بن چکا تھا لوگ کثرت سے آپ کے درس میں شامل ہوتے۔

1828ء میں آپ رادھا نگر سے ہجرت کر کے کلکتہ آ گئے اور وہیں برہموسماج کی بنیاد رکھی۔ مشہور بنگالی اور ہندی شاعر رابندر ناتھ ٹیگور آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ کلکتہ سے 1822ء میں فارسی زبان میں "مراہ الاخبار" نکالا۔ مراہ الاخبار کے مالک اور ایڈیٹر راجہ رام موہن رائے ہی تھے اس کے بعد ششی سدا سکھ صاحب نے اپنا اردو اخبار نکال تھا۔ راجہ رام موہن رائے نے عیسائی مشینری کے خلاف بھی ایک کتاب لکھی جس پر انگریز حکومت نے پابندی لگا دی اور کتاب ضبط کر لی گئی تھی۔ رام موہن رائے کی علمی قابلیت دیکھ کر دہلی کے بادشاہ نے اپنا شفا رشی بنا کر اور راجہ کا خطاب دے کر برطانیہ میں ملکہ کے دربار میں بھیجا تھا۔ راجہ صاحب کی شفا رشی قبول

میں غریب الوطنی میں ہی آپ نے جان جاں آفریں کے سپرد کی اور جزیرہ انڈمان میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ مفتی عنایت احمد کا کوروی

پوری تعلیم علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے مدرسے سے حاصل کی، علی گڑھ میں مفتی و منصف مقرر ہوئے۔ بریلی تبادلہ ہو گیا۔ بریلی میں دوران قیام مولانا رضا علی خان داد محترم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان سے ملاقات ہوئی۔ مولانا رضا علی خان روہیل کھنڈ کے علاقے میں خان بہادر خان کے ساتھ مل کر جنگ آزادی کی روح پھونک چکے تھے۔ آپ ان کے مشیر کار رہے اور مجاہدین کے لیے کھانا اور سواری کا بند بست کرنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا۔ جنرل بخت خاں جب دہلی سے بریلی پہنچے اس بات کی دعوت دینے کے لیے کہ ہمارے ساتھ مل کر انگریزوں سے لڑیں۔ خان بہادر خان نے انکار کیا۔ دونوں میں ٹھن گئی اور جنگ ہو گئی اس جنگ میں بھی آپ شامل تھے۔ مولوی سرفراز کے مشورے سے آپ مرد آباد ہوتے ہوئے دہلی آئے مجلس مشاورت کے رکن بنائے گئے۔

1857ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا، شکست کے بعد دہلی سے دیگر عالموں کی طرح آپ بھی رخصت ہوئے۔ مجبوروں کی وجہ سے آپ بھی گرفتار ہوئے کالا پانی کی سزا تجویز ہوئی۔ کالا پانی بھیج دئے گئے۔ آپ بلا کے ذہین تھے۔ دوران زنداں آپ نے قرآن پاک حفظ کیا۔ سیرہ الرسول کی معرکہ الا کتاب تاریخ حبیب الہ لکھی اور صرف کی مشہور زمانہ کتاب علم الصیغہ بھی وہیں تصنیف کی۔ انگریزوں کی فرمائش پر کسی کتاب کا دودن میں ترجمہ بھی کر دیا۔

ہی زبانی یاد کر لی تھی۔ اس کا کتاب کار دو ترجمہ قرآن سے بائبل تک مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ علما کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ سردار مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی۔

علامہ فضل حق خیر آبادی 1797ء میں لکھنؤ کے علاقہ کے سینٹاپور کے مردم خیز قصبہ سینٹاپور میں پیدا ہوئے۔ بڑے ناز و نعم سے پرورش ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مولانا فضل امام خیر آبادی سے حاصل کی۔ 13 سال کی عمر میں تمام علوم متداولہ میں مہارت حاصل کی اور ایک قابل فلسفی طور پر ابھرے۔ علمی شہرت نے دربار دہلی تک رسائی دلائی۔ انگریزوں کا ظلم بڑھتا جا رہا تھا جسے دیکھ کر علامہ نے ایک جمعہ جامع مسجد میں جہاد کے عنوان پر پرزور خطاب کیا اور وہیں سے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا، اس زمانے کے تمام اہل علم نے اس کی تائید کی اور انگریزوں کے خلاف جنگ کی تیاری میں لگ گئے۔

1857ء کی جنگ کی ناکامی کے بعد آپ کا سارا اثاثہ ضبط کر لیا گیا اور عدالت میں مقدمہ چلا کر آپ کو کالا پانی کی سزا دی گئی۔ عدالت میں علامہ کا علمی رعب اور فاروقی جلال اپنے کمال پر تھا۔ آپ خود ہی اپنے وکیل تھے۔ کسی کے اندر سوال کرنے تک کی جرات نہ تھی۔ آپ خود سوال قائم کرتے اور خود ہی جواب دیتے تھے۔ مجبر نے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا تھا چاہتے تو خود کا بچاؤ کر سکتے تھے لیکن یہ فاروقی خون کو گوارہ نہیں تھا کہ جھوٹ کا الزام ان کے بعد ان پر آئے۔ آپ نے عدالت سے کہا "تمہارا مجبر رعب کی وجہ مجھے پہچاننے سے انکار کر رہا ہے لیکن سچ یہی ہے کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے تمہاری حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا" اس اقرار پر آپ کو سزا سنائی گئی تھی۔ 1761ء

جگر سے ملک کو سینچا اور ترقی کی نئی راہیں متعین کی ہیں۔ ڈاکٹر اے پی عبد الکلام کی ابتدائی تعلیم مسجد نما مدرسے سے ہوئی کیونکہ ان کے والد ایک مسجد کے امام اور صوفی مزاج آدمی تھے جن کا تصوفانہ رنگ پوری زندگی کلام صاحب پر سائے کی طرح چھایا رہا۔ مولانا حسرت موہانی جو ممبر آف پارلیامنٹ بھی بنائے گئے تھے ان کی بھی تعلیم مدرسے سے رہی۔

نئے ہندوستان کے معمار اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی کی ابتداء سے انتہا تک تعلیم مدرسے کے ماحول میں ہوئی۔ ملک کو معاشی پریشانی سے نکالنے والے عظیم وزیر اعظم اور ماہر معاشیات ڈاکٹر منموہن سنگھ کی ابتداء تعلیم بھی مدرسے سے ہوئی۔ اس تعلیم کا اثر ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہر لمحہ ملک کی تعلیم و ترقی کے بے چین رہتے ہیں۔ مشہور زمانہ ادیب اور نامور قلم کار مولانا ابوالکلام آزاد صاحب جن کی تعلیمی خط پر آج ہمارا ملک کام کر رہا ہے ان کی بھی ابتداء سے انتہا تک پوری تعلیم مدرسے کے ماحول میں رہی۔ مدارس نے اتنے سپوت اپنی مادر وطن کو دیا جبکہ سنگھیوں کے اسکول اور دھرم شالائیں ایک بھی قابل فخر فرزند نہ پیدا کر سکیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مدارس اسلامیہ محبت کے سائے میں عظمتوں کے چراغ جلاتے ہیں اور سنھگی اسکول نفرتوں کی وادیوں میں ترقی کے گل بوٹے اگانے کا خواب دیکھتے ہیں۔

حافظ وزیر علی داروغہ جیل کی سفارش سے رہا ہوئے۔ باہر آ کر گمنامی کی زندگی گزارنے لگے۔ پانی والے جہاز سے سفر جج کے لیے جارہے تھے کہ آپ کا جہاز چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ آپ کا مزار مبارک الہ آباد میں اٹالہ کے جنوبی علاقہ اور رسول پور کے شمالی علاقے میں اسلامیہ انٹر کالج سے شمال کی طرف ہے۔

سید احمد اللہ شاہ مدرسی۔ آپ جنرل بخت خاں کے مشیر اعلیٰ تھے، علامہ فضل حق خیر آبادی فتویٰ پر مفتی صدر الدین آزرہ، ڈاکٹر وزیر خان اور سید مبارک شاہ کے ساتھ آپ نے بھی دستخط کیے۔ 1857ء کی جنگ میں شامل تھے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد اپنے جتھے اور مجاہدین کے ساتھ آگرہ میں انگریزوں سے لڑے اور مار بھگایا۔ کانپور میں مشہور انگریز جنرل کولن کیمبل سے لڑے، پھر لکھنؤ آ کر بھی اسی سے جنگ کرنی پڑی۔ جنرل کو شکست فاش دی۔ فیض آباد میں بھی اس کو ہرایا۔ بالآخر مجاہدین کی قلت اور کمک نہ ملنے کی وجہ سے شاہ جہاں پور میں لڑتے ہوئے 13 ذی قعدہ 1275ھ / جام شہادت نوش کیا۔

اس زمانے کے علمائے مدارس کی تاریخ لکھنے کے لیے دفتر کی ضرورت ہے۔ مدارس اسلامیہ نے ملک کو آزاد کرانے کے لیے کس قدر قربانیاں دی ہیں اس کا اندازہ اس لگایا جاسکتا ہے کہ دہلی کے انڈیا گیٹ پر مجاہدین آزادی کی فہرست میں 61 ہزار سے زائد مسلم اور مدارس کے تعلیم یافتہ افراد کا نام ہے۔ جدید ہندوستان کی تاریخ میں بھی مدارس نے اپنے خون

سارے صحابہ عدل کے ستارے ہیں

محمد روشن رضا مصباحی ازہری

حسن معاشرت و رواداری کی تعلیم دی گئی ہے وہیں پر انہیں کے ذریعہ اسلام و پیغمبر اسلام کا تعارف بھی کرایا گیا ہے، جہاں ان کی وساطت سے قرآنی آیات و دین کی امانت کو امت تک منتقل کرایا گیا وہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سنت طاہرہ کو عام کیا گیا۔

اگر صحابہ کی جماعت کو حضور علیہ السلام سے الگ رکھ کر عاصی و خاطی تصور کر کے غیر معتبر قرار دیا جائے گا جیسا کہ بعض ناعاقبت اندیش روافض و شیعہ کرتے ہیں تو اسلام کی پوری عمارت ہی مہندم ہو جائے گی، نہ رسول کی رسالت معتبر رہے گی، نہ قرآن کی عظمت بحال رہے گی، کیوں کہ اللہ کے نبی نے جو کچھ من جانب اللہ ہم کو عطا کیا ہے وہ ہم تک صحابہ کرام کی ہی معرفت پہنچا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام سے عقیدت و محبت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت نہیں ہو سکتی، اور صحابہ کی پیروی کے بغیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا تصور محال سا ہے کیوں کہ صحابہ نے جس انداز میں اپنی زندگی بسر کی ہے وہ عین اسلام اور اتباع سنت ہے، ان کے ایمان کے کمال و جمال، عقیدہ کی پختگی، صلاح و تقویٰ کی عمدگی، ان کی وفاداری و جاں نثاری کی سند خود رب کائنات نے اپنے کلام مقدس میں دیا ہے۔

اللہ نے جب سے اس کائنات کی تخلیق فرمائی کارخانہ قدرت کا یہ نظام ہے کہ اس ارض گیتی پر لاکھوں کروڑوں افراد کو پیدا فرمایا، مگر اس دھرتی پر ایک ایسی عظمت بھی اتاری اور ایک ایسا عظیم گروہ بھی لوگوں کے رشد و ہدایت کے لیے مبعوث کیا جسے دنیا صحابۃ الرسول کے نام سے جانتی ہے، انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اس ارض گیتی پر کوئی جماعت سب سے زیادہ لائق تعظیم و تکریم و توقیر ہے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے، جن کی افضلیت کی شہادت قرآن مقدس کی متعدد آیات دے رہی ہیں اور جن کی عظمت کی گواہی احادیث رسول دے رہی ہے۔

ہم اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا ولی، قطب، ابدال، غوثیت کبریٰ پر متمکن اغواث بھی ایک ادنیٰ صحابی کے فضل و کمال کو تک نہیں پہنچ سکتے، کیوں کہ صحابی رسول کو نبی کی قربت کا جو شرف حاصل ہے دنیا کی کوئی دوسری فضیلت و عظمت اس کے مماثل و ہمسر نہیں ہو سکتے۔

بہی وہ پاکیزہ و برگزیدہ و مہتمم بالشان جماعت ہے جس کے ہر فرد کی شفاعت و مغفرت کا وعدہ لیا گیا ہے۔

بہی وہ پاکیزہ نفوس ہیں جنہوں نے بلا واسطہ مشکاۃ نبوت سے نور ہدایت حاصل کر کے اپنے سینوں کو منور کیا ہے، صحابہ کرام کی پاکیزہ و برگزیدہ جماعت کے ذریعہ جہاں امت کو خیر خواہی،

استثناء نہیں فرمایا تو پھر یہ کون بد بخت ہیں جو اس بات پہ جسارت کرتے ہیں کہ فلاں صحابی خطا پر تھے، فلاں صحابی نے اہل بیت پر ظلم کیا، فلاں صحابی نے احادیث رسول کو چھپایا اور امت تک نہیں پہنچایا وغیرہ۔ معاذ اللہ پھر اس غلط نظریہ کو عام کر کے لوگوں میں اختلاف و انتشار کی بیج بوتے ہیں اور امت مسلمہ کے عقائد کے تار و پود کو اکھاڑنے کی ناکام سعی کرتے ہیں۔

اور قرآن میں دوسرے مقام پر اللہ نے ارشاد فرمایا: "لیکن اللہ نے ان کے لیے ایمان کو محبوب قرار دیا اور ایمان سے ان کے قلوب کو آراستہ کر دیا اور کفر، حکم عدولی، نافرمانی کو ان کے لیے ناگوار قرار دیا، یہی وہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔" اس آیت کریمہ کے اندر یہ واضح کر دیا گیا کہ اللہ نے ان کی طبیعت کو اس قدر پاک و ستھرا قرار دیا کہ وہ طبعی طور پر گناہ و فسق و ظلم سے نفرت کرتے ہیں، جن کی طبیعت میں ہی گناہوں سے نفرت کی بنیاد رکھ دی گئی ہو بھلا کیوں کروہ کسی پر ظلم کر سکتا ہے۔ اور جو دریدہ دہن اپنی دریدہ وئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحابہ کو ظالم گردانتا ہے تو ان کے لیے یہ آیت کریمہ کافی ہے۔

"محمد اللہ کے رسول اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں ان کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ یہ کافروں کے ساتھ سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔ ان کے پاس ایسے امور کے لیے وقت ہی کہاں، انہیں جب تم دیکھو گے تو رکوع و سجدہ کرتے ہوئے پاؤ گے اور ان کے چہروں پر جو۔

نورانیت و چمک ہے یہ کسی اور سبب سے نہیں بلکہ اللہ سبحانہ

قربان جائیں ان مقدس صحابہ کی عظمت پر جنہوں نے کلمہ بھی پڑھا اور صاحب کلمہ کی زیارت سے شاد کام بھی ہوئے، جنہوں نے قرآن بھی پڑھا اور صاحب قرآن سے تفسیر بھی سماعت فرمائی، جنہوں نے بالمشافہ آفتاب نبوت و ماہتاب رسالت کے عطربیز ناکھٹوں سے اپنے مشام جاں کو معطر کیا اور اس کے نوری شعاعوں سے اپنے باطن کو منور بھی کیا۔ جیسی تو کہا جاتا ہے۔ ع

اصل جلوہ ہے یہاں اپنی نظر اپنا خیال
دیکھنا کیا جو کسی اور کا دیکھا دیکھے۔

اب آئیے ذرا دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کے اندر اللہ عزوجل نے صحابہ کرام کے فضائل و خصائل و محاسن و محامد کا تذکرہ کتنی تفصیل کے ساتھ فرمایا ہے،

ایک مقام پر اللہ فرماتا ہے: "وہ سابقین اولین صحابہ جنہوں نے ایمان لانے میں سبقت کیا اور جن لوگوں نے احسان و بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی تو یہ وہ اعلیٰ مرتبت افراد ہیں جن سے اللہ راضی ہے اور یہ بھی اللہ سے راضی ہیں، اور اللہ جس سے راضی ہو تو پھر اس کو انعام کیا ہوتا ہے، اللہ فرماتا ہے، "ان کے لیے ہم نے جنت تیار کر رکھے ہیں ایسے باغات جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، اور یہ لوگ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یقیناً یہ بڑی کامیابی ہے۔"

تو اس آیت کریمہ کے اندر اللہ عزوجل نے عمومی طور پر جمیع صحابہ سے راضی ہونے کی سند عطا فرمائی نیز ان کے لیے شفاعت و مغفرت و جنت کا وعدہ فرمایا اور کسی ایک صحابی کا بھی

کے اثر کو نمایاں کر دیا ہے۔ ہر صحابی کی زبان پر بس یہی رہتا تھا

ع میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی

میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

اور ایک آیت میں اللہ نے خود جمیع صحابہ سے بہتری یعنی شفاعت و مغفرت و جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ اور متعدد آیات ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت و عظمت و شجاعت و سخاوت و وفا کے تذکرے موجود ہیں۔ لیکن میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اب آئیے احادیث رسول کا جائزہ لیتے ہیں۔

تو متعدد احادیث بھی صحابہ کی افضلیت و عظمت پر صراحتاً دلالت کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث پاک کا مضمون ہے کہ جس خوش نصیب انسان کو شرف صحابیت سے مشرف ہونے کا موقع ملا اور اس نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ اکتساب نور و ہدایت کیا اللہ عزوجل نے اس کے اوپر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔

اس حدیث پاک سے صاف اور واضح ہو گیا کہ سارے صحابہ جنتی ہیں اور اللہ و رسول نے انہیں جنت کی بشارت دنیا ہی میں عطا کر دی ہیں۔

اور صحیح بخاری شریف کی ایک روایت ہے "اے میری امت کے لوگوں!! اس وقت تک تمہارے صلاح و فلاح و خیریت کی گارنٹی ہے جب تک تم میں ایک بھی صحابی موجود رہے۔

دوسری روایت میں یہ مذکور ہے "میرے تمام صحابہ عدول ہیں، عدل و انصاف کے ستارے ہیں ان میں سے جس کی

پیروی کرو گے راہ یاب ہو جاؤ گے۔

دوسرے مقام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کی حیثیت امت میں ایسے ہی ہے جیسے کہ کھانے میں نمک کی۔ کتاب فضائل الصحابہ لامام احمد بن حنبل

جس طرح دنیا کا کوئی کھانا اس وقت لذیذ نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں کھانے کی آمیزش نہ ہو تو ویسے ہی اگر صحابہ کرام کی عملی زندگی کو اگر نمونہ عمل نہ بنایا جائے تو یہ ایمانی جذبات و اسلامی ماحول سب کے سب پھیکے ہیں۔

ایک تیسری روایت میں ہے کہ اے میرے امتیوں! میرے صحابہ کے معاملات میں اللہ سے ڈرو! اور یاد رکھنا میرے بعد انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ مت بنانا، اور میرے صحابہ کو سب و شتم مت کرنا کیونکہ اگر تم میں کا کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو میرے صحابی کے آدھا کلو اناج صدقہ کرنے کے برابر ثواب نہیں ملے گا۔ (رواہ البخاری)

میرے آقا کی نگاہ نبوت دیکھ رہی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ میرا ہی کلمہ پڑھنے والا، میری ہی تصدیق کرنے والا، میرا دیا ہی قرآن پڑھنے والا میرے صحابہ کی شان میں گستاخانہ آمیز کلمات کہے گا، میرے صحابہ کی شان میں طعن و تشنیع کرے گا۔

ان کی فضیلت کا منکر ہوگا، اسی لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدغن لگاتے ہوئے ارشاد فرمایا، جب بھی میرے صحابہ کے معاملات کا تذکرہ ہو تو اپنے لب مت کھولنا، کف لسان کرنا اسی میں تمہارے ایمان کی سلامتی ہے کیونکہ میرے

صحابہ ہی مینارہ ہدایت ہیں، یہی جماعت ہی پوری امت کے لیے نمونہ ہدایت ہے، جو ان کے ایمان و توقیر و تعظیم کو اساس ایمان تصور کرے گا اسی کی عمارت ایمان پائیدار و مستحکم ہوگی ورنہ جو ان پر تنقید کرے گا اس کی عمارت ایمان منہدم ہو جائے گی اور اس دنیا میں بھی وہ خوار ہوگا اور قیامت میں ابدی ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اب ہم وہ احادیث نقل کرتے ہیں جن میں صحابہ کرام کی شان میں توہین آمیز کلمات کہنے وان پر تنقید کرنے والوں کے لیے وعیدات وارد ہیں۔

چنانچہ مشکاة شریف کی ایک روایت ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کی تنقیص کرتے ہیں اور انہیں سب و شتم کر کے ایذا پہنچاتے ہیں تو ان سے کہو، تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مشکاۃ المصابیح)

اور ایک روایت میں بڑی شدت کے ساتھ حکم وارد ہے جس میں کہا گیا: جو میرے صحابہ کو گالیاں دے اور انہیں سب و شتم کرے تو اس پر اللہ و رسول و فرشتے اور تمام انسانوں کی لعنت برتی ہے۔

اور اللہ ان کی تمام عبادات خواہ وہ فرض ہوں یا نفل رد فرما دیتا ہے۔

اور علامہ ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو صحابہ کی تنقیص کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔

اور امام ابو جعفر الطحاوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ہم صحابہ میں سے ہر فرد کی غایت درجہ تعظیم و توقیر کے قائل ہیں اور ان کی تعظیم کو مدار ہدایت اور اساس ایمان تصور کرتے ہیں۔ مگر واضح رہے کہ ہم محبت میں خارجیوں کی طرح غلو بھی نہیں کرتے اور نا ہی رافضیوں کی طرح کسی کی شان میں تبر بازی کی کوروا سمجھتے ہیں۔

اور یاد رکھنا صحابہ کی محبت ایمان و تقوی و ہدایت کی علامت ہے اور ان سے بغض و عداوت کفر و فسق و نفاق کی دلیل ہے۔ (العقیدہ الطحاویہ)

یہ ساری روایات و اقوال اس بات پر دال ہیں کہ صحابہ کی تعظیم و توقیر ایمان کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو قرآن میں خود اللہ نے ارشاد فرمایا "اے میرے بندوں! اگر تم ان صحابہ کے ایمان کی طرح ایمان لے آئے تو سمجھ لینا ہدایت یافتہ لوگوں میں تمہاری شمولیت ہوگی۔

اخیر میں پھر ایک بات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج پوری دنیا میں اسلام و مسلمان و پیغمبر اسلام کے خلاف سازشیں چل رہی ہیں، اردو ہر محاذ پر مسلمان ذلت و رسوائی و پسپائی کا سامنا کر رہا ہے، اور اس کے تمام تر معمولات پر آئے دن مسلم مخالف طاقتیں شب خون مار رہی ہیں، اور مسلمانوں کو تختہ مشق بنایا جا رہا ہے تو میرے محترم ایسے ہی کچھ حالات بلکہ اس سے بھی بھیانک حالات کا سامنا صحابہ کرام کو بھی ہوا تھا، مکہ کی زمین پیغمبر اسلام و تبعین اسلام کے لیے تنگ کر دی گئی تھی، ان کو طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

کرنا، بلکہ تمہارا ایمان اس بات کا متقاضی ہے کہ تم ان کی محبت کو اساس ایمان تصور کرو، اور ان کی تعظیم و توقیر کو باعث سعادت دارین تصورنا کیوں کہ ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے۔

ع

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

وہ کلمہ گو ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی ہمت نہیں کر پارے تھے، الغرض نت نئے طریقے سے ان کو ٹارگیٹ کیا جا رہا تھا نتیجتاً ہجرت کی صورت میں ترک وطن کا وہ دور بھی دنیا نے دیکھا جس میں یہ صحابہ اپنے جان و مال و متاع و اولاد کی پرواہ کیے بنا مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے اور کچھ صحابہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ مگر ہمت نہیں ہارے بلکہ صبر و استقامت کے جبل عظیم بن کر ان باطل طاقتوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا نتیجتاً گھر چھوٹا، خاندان چھوٹا، زمین و جائداد چھوٹی مگر پائے استقلال میں جنبش تک نہیں آئی۔ صحابہ کرام کا یہ عمل آج بھی ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ اے میرے نبی کا کلمہ پڑھنے والوں! حالات جیسے بھی ہو جائیں اپنے ہاتھوں سے صبر و استقامت کا دامن مت چھوڑنا تم تو وہ جس کی دعاؤں سے اللہ آسمان سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیتا ہے، آپ کی دعاؤں سے اللہ سمندر میں راستہ بنا دیتا ہے، تو تم کبھی ہمت مت ہارنا کامیابی و نصرت و فتح تمہارے ہاتھ میں ہوگی۔ ع

تم سمندر ہو تمہیں اپنا ہنر معلوم ہے۔

جس طرف بھی رخ کرو گے راستہ ہو جائے گا۔

اس لیے آج پھر سے ضرورت ہے کہ صحابہ کی زندگی و سیرت کو مطالعہ کیا جائے اور ان کی طرز زندگی کو اپنا کر دارین کی سعادتوں سے شاد کام ہو جایا جائے۔

اخیر میں تمام مسلمانانِ عالم کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ خدارا صحابہ کی شان میں گستاخی کر کے اپنی عاقبت کو خراب مت کرنا، ان کی اہانت کر کے اپنے دین و ایمان کی عمارت کو منہدم مت

حضور شعیب الاولیاء ایک تعارف

محمد افسر علوی قادری چشتی

بن سالار محمد تاج بن سالار محمد بن سالار سیف الدین سرخرو بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن اشرف غازی بن عمر غازی بن ملک آصف غازی بن شاہ بطل غازی بن عبد المنان غازی عرف فرید الدین بن محمد حنیفہ بن سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و علیہم الرحمة والرضوان۔

بیعت و خلافت : حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ نے غوث زماں حضرت شاہ محبوب علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ و ھلمو شریف ضلع امبیڈکر نگر کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور حضرت نے سرکار شعیب الاولیاء کو خلافت و اجازت بھی عطا فرمایا اور ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہ کر روحانی فیوض و برکات سے بھی مستفیض ہوئے پھر حضور شعیب الاولیاء کو سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم ترین بزرگ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی علیہ الرحمہ سے خلافت و اجازت حاصل تھی آپ باکرامت بزرگ اور خدا رسیدہ ولی تھے آپ سے سینکڑوں کرامتوں کا ظہور ہوا انھیں کرامتوں میں سے ایک روشن کرامت یہ بھی ہے کہ حضرت شعیب الاولیاء شاہ محمد یار علی علیہ الرحمہ جب ایک بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رخصت ہوتے وقت آپ نے سرکار شعیب الاولیاء کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر اس طرح ارشاد فرمایا۔ میاں نماز تو نماز

اللہ تبارک و تعالیٰ کی تخلیق شدہ اس خاکدان گیتی پر روزانہ بے شمار لوگ پیدا ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کے ایام گزار کر دار آخرت کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ابتدائے افریش سے جاری ہے اور یوں ہی تا قیام قیامت چلتا رہیگا۔ انسان کے انتقال کے کچھ ہی دنوں بعد اس کے خاندان والے بھی اسے بھول جاتے ہیں، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جنہیں دنیا ان کی دینی، علمی اور معاشرتی خدمات کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھتی ہے۔ انھیں نفوس قدسیہ میں شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ الحاج محمد یار علی صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ذات والا صفات بھی ہے یوں تو حضور شعیب الاولیاء کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، مگر میں آج اس مختصر سے مضمون میں آپ کی زندگی کے ماہ و سال کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ آپ کا اسم شریف: "محمد یار علی ہے

اور لقب: شیخ المشائخ، شعیب الاولیاء وغیرہ ہے نیز آپ کی پیدائش کا سال 1307ھ ہے۔ آپ کا شجرہ نسب کچھ اس طرح سے ہے: شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ محمد یار علی صاحب علیہ الرحمہ بن فخر علی بن خورشید علی بن خان محمد بن عبد المنان بن عبد الرحمن بن خدا بخش بن سالار بخش بن محمد علی بن ہدایت علی بن جان محمد بن تاج محمد غازی بن محمد داؤد بن محمد قاسم

بچپن کے زمانے ہی سے مجھے علم دین پڑھنے کا شوق تھا لیکن افسوس میری یہ تمنا پوری نہ ہو سکی، علاقہ میں دور دور تک علم دین اور علمائے اہلسنت کا نام و نشان نظر نہ آتا تھا اور لوگ ان کی زیارت کو ترستے تھے جب کبھی اتفاق سے مولانا عالم تشریف لاتے تو میں ان کے پاس پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لیتا تھا اللہ تعالیٰ نے حضور شعیب الاولیاء کی یہ دلی حسرت و آرزو دارالعوام فیض الرسول کی شکل میں پوری فرما دی ہے یہ ادارہ اپنی جگہ پر ایک دینی قلعہ کی حیثیت رکھتا ہے جہاں سے ہر سال زبان و قلم کے مجاہد اور دین کے سپاہی علماء تربیت و تعلیم سے مسلح ہو کر نکلتے ہیں۔ آپ کو اپنے اس ادارے سے اس قدر محبت تھی کہ براؤں شریف اور مختلف مقامات کے دوروں میں اپنے مریدین و معتقدین سے ارشاد فرمایا کرتے کہ

"تم لوگ اگر میری خوشی و رضا مندی کے طلبگار ہو اور میری دعائیں چاہتے ہو تو۔ دارالعوام فیض الرسول۔ کو محبت کی نگاہ سے دیکھا کرو اور اس کی ہر ممکن خدمت کرتے رہو" آپ کے اس ناصحانہ کلام پر کاربند ہوتے ہوئے دارالعلوم کی خدمت و اعانت کا سلسلہ شروع کیا وہ تھوڑے ہی عرصہ میں دیکھتے ہی دیکھتے کیا سے کیا ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے والہانہ عقیدت۔ حضور شعیب الاولیاء کو امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے پابند تھے اور یہ عقیدت اس وقت سے اور بھی زیادہ ہو گئی جب مظہر اعلیٰ حضرت حضرت شیر پیشہ

جماعت تو جماعت جب تکبیر اولیٰ نہ چھوٹے اور یہی نماز اللہ تعالیٰ سے ملا دے گی" حضرت شاہ عبداللطیف ستنوی علیہ الرحمہ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے یہ چند جملے سرکار شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے لئے پتھر کی لکیر بن گئی اس واقعہ کو کم و بیش اڑتالیس (48) سال گزر گئے تھے لیکن سفر و حضر اور سخت سے سخت بیماری کی حالت میں بھی شیخ طریقت کے ناصحانہ کلمات کو اپنی زندگی کا اہم معمول بنائے رہے یعنی نماز تو نماز جماعت تو جماعت کبھی تکبیر اولیٰ بھی آپ سے فوت نہ ہوئی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سلسلہ نقشبندیہ سہروردیہ میں آپ کو حضرت سیدنا شاہ عبدالشکور صاحب قبلہ جھونسوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی حضرت شاہ عبدالشکور صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اپنے وقت کے صاحب کشف و کرامت و صاحب تصرف بزرگ تھے۔ جھونسوی شریف اتر پردیش کے مشہور شہر الہ آباد کے قریب ایک مشہور قصبہ میں واقع ہے۔ علم دین کا شوق اور علماء کا ادب و احترام: سرکار شعیب الاولیاء کو علم دین کا بے پناہ شوق تھا اور اسی تعلق سے علماء دین کا بے انتہا ادب و احترام فرمایا کرتے۔ ان کو دیکھتے ہی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کو اپنے پاس ہی ممتاز و نمایاں جگہ عطا فرماتے۔ حضور شعیب الاولیاء کو کسی دارالعوام یا مدرسہ میں باقاعدہ علم دین حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس احساس کے تحت آپ اکثر حسرت و یاس میں ڈوبے ہوئے انداز میں فرماتے۔

کے ساتھ ادا کر کے 23/ محرم الحرام 1387ھ مطابق 4/ مئی 1967 عیسوی شب جمعرات ایک بجکر 25/ منٹ پر دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون براؤں شریف میں آپ کا مزار پاک مرجع خلافت اور منبع فیوض و برکات ہے۔

ابرہمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریبی ناز برداری کرے

اہلسنت مولانا مفتی الحاج محمد حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی اور مناظروں وغیرہ میں اپنے ہمراہ لے کر دورہ کرایا حضرت شعیب الاولیاء۔ حضرت شیر پیشہ اہلسنت کی حق گوئی حاضر جوانی اور تبحر علمی کے بہت زیادہ مداح تھے۔ ہندوستان کے مزارات اولیاء کی حاضری کے تاریخی اور نورانی سفر میں جب آپ بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے مزار پر حاضر ہوئے تو فاتحہ خوانی کے وقت آپ کے دل و دماغ پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہوئی، آنکھیں بند ہوئیں اور چہرہ آنسوؤں سے ڈوبا ہوا ہوتا۔ اس واقعہ کو خود حضور شعیب الاولیاء نے اس طرح بیان فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے مزار پاک پر حاضری و فاتحہ خوانی کے وقت مجھ پر ایک گہری کیفیت طاری ہو گئی تھی جس کا نقشہ میں الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا۔ عارف باللہ، عالم باعمل عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجدد دین و ملت کو اس وقت گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی خصوصی دعوت پر آپ بریلی شریف عرس رضوی میں شریک ہو چکے ہیں اس کے بعد آپ کے جانشین و مظہر شیخ طریقت حضرت خلیفہ محمد صدیق احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ برابر عرس رضوی میں بریلی شریف تشریف لے جاتے تھے۔

وصال: شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء نے اپنا روحانی مشن پورا کر کے اور انتہائی ضعف و نقاہت اور شدید مرض کی حالت میں بھی زندگی کی آخری نماز عشاء باجماعت تکبیر اولیٰ

غریب نواز علیہ رحمہ کی صوفیانہ تعلیمات

محسن رضائی

معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کا ہے، جن کا شمار صف اول کے اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کا خاص تعلق خراسان کے ایک دینی، علمی اور تاریخی شہر سمرقند سے تھا۔ بعد ازاں آپ اپنے نانائے کریم ﷺ کے حکم و ایما پر وہاں سے ہجرت فرما کر ارض ہند پر وارد ہوئے اور یہی پرتا حیات لوگوں کو وعظ و نصیحت اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ تصوف و روحانیت کا درس دیتے رہے۔ آپ انتہائی طور پر تواضع و انکساری، تجمل و رواداری، اخلاص و ملساری اور بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ بافیض میں اگر کوئی غیر مسلم آتا تو آپ کی دینی، اخلاقی اور روحانی تعلیمات سے اس قدر متاثر ہوتا کہ وہ آپ کے دستِ حق پرست پر ایمان کی لازوال دولت سے مشرف ہو جاتا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ آخر آپ کی تعلیمات و ہدایات اور ارشادات و ملفوظات میں ایسا کیا اثر تھا جس کی بنا پر تقریباً نوے لاکھ لوگ حلقہ بہ گوشِ اسلام ہو گئے۔

آپ کی حیاتِ مقدسہ کے روشن و تابناک پہلوؤں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی تعلیمات کا مرکز و محور خدمتِ خلق، احترامِ انسانیت، حبِ خداوندی، عشقِ رسول، حقوقِ اللہ، حقوقِ العباد، تزکیہٴ نفس و تصفیہٴ قلب، تصوف و روحانیت، تعلیم و تربیت اور اخلاق و آداب تھا جن کا آپ کی تعلیمات میں جابجا درس ملتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کے فروغ و استحکام اور تبلیغ و اشاعت میں اولیائے کرام و صوفیائے عظام کی مساعی جلیلہ اور روحانی تعلیمات کا ایک اہم رول رہا ہے، جنہوں نے اپنی ہمہ گیر تعلیماتِ تصوف سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو اسلام سے قریب کیا، انہیں امن و شانتی، بھائی چارگی و ہم آہنگی اور تحمل و رواداری کی تعلیم دی۔ ان کے ہر قول و عمل، انداز و بیان اور زندگی کے جملہ پہلوؤں میں خلوص و اللہیت، ایثار و قربانی اور تبلیغِ دین کا جذبہ بے کراں موجود تھا۔ وہ سرِ پارسا رسولِ ہاشمی ﷺ کے حقیقی پیکر اور سچے علم بردار تھے۔ انہوں نے اپنی دینی، اخلاقی، روحانی اور صوفیانہ تعلیمات و ارشادات سے مذہبِ اسلام کی خوب ترویج و اشاعت کی۔ سیکڑوں قلوب پر ان کی صوفیانہ و عارفانہ تعلیمات کا ایسا نقش بیٹھا کہ لوگ شرک و بت پرستی، ضلالت و گمراہی اور بدعتیہ گمراہی کو چھوڑ کر جوق در جوق دامنِ اسلام سے وابستہ ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام جزیرہٴ عرب سے نکل کر افریقی صحراؤں سے ہوتا ہوا پوری دنیا میں پھیل گیا۔

اُن اولیاء و صوفیائے کرام، جن کی تعلیماتِ تصوف سے حد درجہ متاثر ہو کر سیکڑوں بدمذہبوں نے اپنے قدیم عقائد و نظریات سے توبہ و رجوع کیا اور اسلام کے مقدس دامن سے وابستہ ہو گئے، ان میں ایک نمایاں اور ممتاز نام عطاء رسولِ گلستانِ فاطمہ کے مہکتے پھول خواجہ خواجگاں فرخِ ہندوستان حضرت خواجہ

چاہیے کہ اس کا حق ادا کریں کہ اس میں کوئی خیانت نہ پیدا ہو۔ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے۔ ☆ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا حساب انبیاء و اولیاء اور ہر مسلمان سے ہوگا، جو اس حساب سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے گا وہ عذاب دوزخ کا شکار ہوگا۔

بھوکے کو کھانا کھلانے کی فضیلت:

آپ فرماتے ہیں کہ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور جہنم کے درمیان سات پردے حائل کر دے گا۔

مسلمان کو تکلیف دینے کا انجام:

آپ فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کبیرہ نہیں کہ مسلمان بھائی کو بلا وجہ ستایا جائے، اس سے خدا و رسول دونوں ناراض ہوتے ہیں۔

احکامِ الہی بجالانے کی تلقین:

آپ فرماتے ہیں کہ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہے، مرد کو چاہیے کہ احکامِ الہی بجالانے میں کمی نہ کرے، پھر جو کچھ چاہے گا مل جائے گا۔

قبرستان میں کھانے کی مذمت: آپ فرماتے ہیں کہ قبرستان میں جان بوجھ کر کھانا یا پانی پینا گناہ کبیرہ ہے۔ جو ایسا کرے وہ ملعون اور منافق ہے کیوں کہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے نہ کہ جائے حرص و ہوا۔

جھوٹی قسم پر وعید:

آپ فرماتے ہیں کہ جس نے جھوٹی قسم کھائی گویا اس نے اپنے

آج جب دورِ حاضر کے مسلمانوں کے احوال و افکار کا ہم سرسری جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ مسلمان تعلیم و تربیت، عبادت و ریاضت، شریعت و طریقت، تصوف و روحانیت اور حسنِ اخلاق و کردار سے کوسوں دور ہو چکے ہیں۔ اسلامی تعلیمات و ہدایات اور بزرگوں کے اقوال و ارشادات سے سے رشتہ منقطع کر چکے ہیں، جس کا نقصان یہ ہوا کہ قومِ مسلم جہاں تعلیمی پس ماندگی، اخلاقی پستی اور معاشرتی بد حالی کا حد درجہ شکار ہو چکی ہے، وہیں عبادت و ریاضت، شریعت و طریقت اور تصوف و روحانیت سے بھی تعلق کم ہو گیا ہے۔

لہذا ایسی بدترین صورتِ حال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ خواجہ اعظم کے ارشادات و فرمودات کی تشہیر و ترویج کی جائے، جس پر قومِ مسلم عمل پیرا ہو کر اپنے نسلِ نو کے مستقبل کو ایک اچھے اور صالح ماحول و معاشرے میں ڈھال سکے اور اپنی تعلیمی، اخلاقی اور معاشرتی زبوں حالی کا جلد از جلد خاتمہ کر سکے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی مشہور زمانہ کتاب ”دلیل العارفین“ جو خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے بہت سارے صوفیانہ ارشادات و ملفوظات پر مشتمل ہے، ان میں سے چند کو یہاں ایجاز و اختصار کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، مطالعہ فرمائیں اور اپنے نہاں خانہ دل میں انہیں جاں گزیر کرنے کی پیہم کوشش کریں۔

نماز بندوں کے لیے خدا کی امانت:

☆ نماز بندوں کے لیے خدا کی امانت ہے پس بندوں کو

خاندان کو ویران کر دیا، اس گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

مسلمان کو ذلیل کرنے کا نقصان:

آپ فرماتے ہیں کہ گناہ تم کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل و رسوا کرنا۔

دنیا سے کنارہ کشی:

آپ فرماتے ہیں کہ جس نے خدا کو پہچان لیا اگر وہ خلق سے دور نہ بھاگے تو سمجھ لو کہ اس میں کوئی نعمت نہیں۔ ☆ عارف وہ شخص ہوتا ہے جو کچھ اس کے اندر ہوا سے دل سے نکال دے تاکہ اپنے دوست کی طرح یگانہ ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ اس پر کسی چیز کو مخفی نہ رکھے گا اور وہ دونوں جہاں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ ☆ جو شخص عشقِ الہی کی راہ میں قدم رکھتا ہے اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔ ☆ اہل عرفان یا الہی کے علاوہ کوئی اور بات اپنی زبان سے نہیں نکالتے اور اللہ کے خیال کے سوا دل میں کسی دوسرے کا خیال نہیں لاتے۔

تین خصلتوں سے محبتِ الہی کا سبب:

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے

(۱) سخاوت

(۲) شفقت

(۳) تواضع (عاجزی)، سخاوت دریا جیسی، شفقت آفتاب کی طرح اور تواضع زمین کی مانند۔

صحبت کا اثر:

آپ فرماتے ہیں کہ نیکیوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور

بروں کی صحبت برے کام سے بری ہے۔

تین اشخاص سب سے بہتر:

آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین افراد بہترین کہلانے کے مستحق ہیں (۱) عالم جو اپنے علم سے بات کہے (۲) جو لالچ نہ رکھے (۳) وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی تعریف و توصیف کرتا رہے۔ ☆ حق شناسی کی علامت لوگوں سے راہِ فرار اختیار کرنا اور معرفت میں خاموشی اختیار کرنا ہے۔

عارف کی مثال:

آپ فرماتے ہیں کہ عارف سورج کی طرح ہوتا ہے، جو سارے جہان کو روشنی بخشتا ہے، جس کی روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی۔

عارفوں کا توکل:

آپ فرماتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور پر توکل نہ ہو اور نہ کسی چیز کی طرف توجہ کی جائے۔

سچی توبہ کا مفہوم:

آپ فرماتے ہیں کہ سچی توبہ کے لیے تین باتیں ضروری ہیں (۱) کم کھانا (۲) کم سونا (۳) کم بولنا، پہلے سے خوفِ خدا، دوسرے اور تیسرے سے محبتِ الہی پیدا ہوتی ہے۔

اہلِ طریقت کے لیے دس شرطیں:

آپ فرماتے ہیں کہ اہلِ طریقت کے لیے دس شرطیں لازم ہیں (۱) طلبِ حق (۲) طلبِ مرشد (۳) ادب (۴) رضا (۵) محبت اور ترکِ فضول (۶) تقویٰ (۷) شریعت پر استقامت (۸) کم کھانا، کم سونا، کم بولنا (۹) خلق سے دوری

اور تنہائی اختیار کرنا (۱۰) روزہ و نماز کی ہر حال میں پابندی۔
پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت:

آپ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے (۱) اپنے والدین کے چہرے کو دیکھنا حدیث میں ہے، جو فرزند اپنے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے اس کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے (۲) کلام مجید کا دیکھنا (۳) کسی عالم باعمل کا چہرہ عزت و احترام سے دیکھنا (۴) خانہ کعبہ کے دروازے کی زیارت اور کعبہ شریف کو دیکھنا (۵) اپنے پیر و مرشد کے چہرے کو دیکھنا اور ان کی خدمت کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں تعلیماتِ غریب نواز پر وفور عمل کی توفیق ارزانی بخشنے۔ آمین

مذکورہ بالا ارشادات و تعلیمات سے یہ اچھی طرح واضح ہو گیا کہ آپ کے تذکیر و موعظت، تبلیغ و اشاعت اور اصلاح و تہذیب کا انداز و طریقہ نہایت ہی پُر اثر، دل نشیں، عمدہ اور انتہائی جامع ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی تعلیمات میں احترامِ انسانیت، خدمتِ خلق، تصوف و روحانیت، خوفِ خدا اور اطاعتِ رسول جیسے اہم نکات شامل تھے، جس کے اثرات و نقوش لوگوں کے قلوب و اذہان پر ہمیشہ ہمیش ثابت رہا کرتے تھے۔ آپ پوری زندگی اسی طرح بھٹکے ہوئے لوگوں کو اپنی صوفیانہ تعلیمات اور پر مغز ارشادات کے ذریعہ راہِ راست پر لانے کا ایک اہم فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج برصغیر میں آپ کے دم قدم سے اسلام و سنت کی بہاریں ہی بہاریں ہیں۔ آج کے اس اخلاق اور ایمان سوز حالات میں ہمارے لیے اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اور آپ حضورِ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی تعلیمات کے مطابق اپنی

کلام نور کی نرالی طرز

پروفیسر احمد بدر

ہوتے ہیں۔

ساتھ ہی اس میں شریعت کی چاشنی اور زبان کا لطف بھی شامل ہو جاتا ہے اور یہ تمام چیزیں نعت شہر لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین پیکر میں سمٹ کر سامنے آتی ہیں۔ یہی وہ صنف ہے جس میں غزل کا تغزل بھی ہے، قصیدے کا شٹوہ بھی، مثنوی کا ربط و تسلسل بھی ہے اور رباعی کی جامعیت بھی۔ یہی وجہ ہے کہ دو چار نعت کہہ کر نعت نگاروں کی صف میں شامل ہونا تو آسان ہے، لیکن نعت کے تقاضوں پر کھر اترنا بہت مشکل ہے۔

اردو کے نعتیہ سرمایے پر نظر ڈالتے ہوئے مجھے تین رنگ واضح دکھائی دیتے ہیں۔ پہلا عقیدت کا رنگ، دوسرا عقیدے کا رنگ اور تیسرا فن کا رنگ۔ عام طور پر نعتوں میں عقیدوں کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔ نعت گوئی کا بنیادی مقصد ہی اس ذات بابرکات سے اپنی عقیدت ظاہر کرنا ہے۔ ہر نعت کسی نہ کسی سطح پر اس رنگ میں ڈوبی ہوتی ہے۔ دوسرا رنگ عقیدے کا ہے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جس کے جو عقائد ہیں، ان کی نعت کے اشعار میں عقیدے کا وہی رنگ نماں نظر آتا ہے اور فنکارانہ پیش کش کا رنگ عقیدت و عقیدہ کے مقابلے میں ہلکا دکھائی دیتا ہے۔ تیسرا رنگ فن یا فن کاری کا ہے۔ جو شعرا قادر الکلام ہوتے ہیں ان کے یہاں عقیدہ یا عقیدت کا رنگ ہلکا بھی ہو تو فنی موشگافیاں اور فنکارانہ الزامات اس پر خوبصورت پردہ ڈال دیتے ہیں۔ لیکن اردو کی خوبصورت نعتیں صرف وہی ہیں جن میں

شاعری کی کوئی ایک حتمی تعریف مشکل ہے، لیکن اس بات پر عموماً سب کا اتفاق ہے کہ یہ انسانی جذبات و احساسات، افکار و خیالات اور تجربات و مشاہدات کا منظوم و منضبط پیرایہ اظہار ہے۔ شاعری میں موضوعات کی کمی نہیں۔ کوئی موضوع ایسا ہوتا ہے جو انسان کے کسی خاص جذبے یا احساس کو چھو جاتا ہے۔ کوئی موضوع کسی خاص ذہنی و قلبی کیفیت کی عکاسی کرتا ہے۔ کوئی موضوع کسی کے فکر و خیال کو تحریک دیتا ہے اور کوئی صرف اس کے ذاتی تجربے اور مشاہدے کا احاطہ کرتا ہے۔

بظاہر یہ ان موضوعات کا تنوع ہے لیکن غور کرنے پر یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ یہ ان موضوعات کی حد بھی ہے۔ کوئی موضوع ایسا نہیں دکھائی دیتا جو بیک وقت ان سب کا احاطہ کر سکے۔ شاعری شاید اپنے موضوعات کی اس تنگ دامانی پر نجل رہتی اگر آقائے دو جہاں، سرور کائنات، فخر موجودات، شہنشاہ انس و جاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اس جہان آب و گل میں تشریف نہ لاتی اور نعت گوئی کی صنف وجود میں نہ آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ایک ایسا موضوع ہے جس سے ایمان کا ہر دعویٰ اپنے جذوبوں کی حدت، احساس کی گرمی، کیفیت کی گہرائی، وراثت قلبی کی وارفتگی، فکر کی رسائی، خیال کی پاکیزگی، تجربات کی وسعت اور مشاہدات کی کثرت کے اعتبار سے جڑا ہوا ہے۔ شاعر نسبتاً زیادہ حساس ہوتا ہے، اس لیے اس کے یہاں یہ عناصر بھی زیادہ فراوانی سے موجود

عقیدہ، عقیدت اور فن تینوں رنگوں کی ہم آمیزی اور ہم آہنگی موجود ہو۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں ذرا بھی جھجک نہیں ہے کہ عصر حاضر کے مایہ ناز نعت گو شاعر جناب سید نور الحسن نور نوابی کی بیشتر نعتوں میں یہ ہم آمیزی اور ہم آہنگی موجود ہے۔ اور میں انہیں ممتاز نعت گو شعر اور ان کی نعتوں کو بہترین انتخاب میں، بخوشی شامل کر سکتا ہوں۔

چند مثالوں سے میں اپنی بات واضح کرتا ہوں:

وراہے وسعت لفظ و بیاں سے اس کی زیبائی
کلام اللہ نے جس روئے تاباں کی قسم کھائی
کہوں بھی میں تو کس منہ سے کہوں، جلوہ کریں آقا
کہاں ہے تاب ان آنکھوں میں ہونے کو تماشا
نبی کی یاد کے دریا میں جس دم ڈوب جاتا ہوں
ہزاروں محفلوں کو آنکھ دکھلاتی ہے تہائی

موصوف کے نعتیہ کلام میں زبان و بیان کی چاشنی کے ساتھ بھرپور عقیدت، واضح عقیدہ اور پختہ فن کاری، یہ تینوں رنگ صاف اور گہرے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ کوئی تنہا مثال نہیں، ان کے نعتیہ مجموعے "جوئے ثنا" سیکھیں سے کوئی بھی نعت اٹھائیں، آپ کو یہی کیفیت ہر جگہ ملے گی۔

دل میں روشن تری یادوں کی جو قندیل ہوئی
میرے آقا مرے ارمان کی تکمیل ہوئی
تیری ہی ذات ہے ایجا و دو عالم کا سبب
تیرے ہی واسطے کو نین کی تشکیل ہوئی
جس کی تخلیق ہے تلوین جہاں سے پہلے

ساری دنیا اسی اجمال کی تفصیل ہوئی
مندرجہ بالا اشعار میں کہیں نہ کوئی ابہام ہے نہ تذبذب، عقیدت میں ڈوبا ہوا لہجہ، عقائد کا برملا اظہار اور فن شاعری پر بھرپور گرفت۔

ایک اور نعت سے چند اشعار دیکھیں:

سارا عالم چاہتا ہے مرضی پروردگار
مرضی ربّ دو عالم ہے رضائے مصطفیٰ
رقص فرمایا جابت، بڑھ کے رحمت چوم لے
جب اٹھے سوئے فلک دستِ دعائے مصطفیٰ
آسمان کی حیثیت کیا، آسمان ہے راستہ
عرش اعظم پر ہیں روشن نقش پائے مصطفیٰ

ان اشعار سے پھوٹی ہوئی عقیدت قارئین کو جھوم جانے پر مجبور کرتی ہے، عقیدہ دل کو قائل کر لیتا ہے اور سلاست و روانی اپنی داد وصول لیتی ہے۔ کسی کسی شعر پر تو بے ساختہ دل و دماغ مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھتے ہیں۔

جفتیں آکر کریں گی اب مرے دل کا طواف
ہو گیا ہے دل مر الف سرائے مصطفیٰ
یہ کیفیت چھوٹی بحر کی نعتوں میں اور شدید ہو جاتی ہے۔

یہ اشعار دیکھئے:
ذکر شاہِ ہدیٰ کیجیے
قلب کو آئینہ کیجیے
ہے یہ دربارِ شاہِ ہدیٰ
زور سے مت صدا کیجیے

مشک سے دھو کے اپنی زباں

مصطفیٰ مصطفیٰ کیجیے

آنے والی ہے بادِ عطا

دل کا دروازہ دیکھیے

یہ صرف زور بیاں نہیں، شیفنگی اور وارنگی کی ایک کیفیت بھی اس کے گرد ہالہ کیے ہے اور اس ہالے کے پیچھے تصوف کی ایک طویل روایت اور عشق رسول کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ اس کے پیچھے نوابی، ابوالعلائی، منعمی، جہانگیری فیضان کا موجیں مارتا سمندر ہے۔ جذب و مستی کی ایک دنیا آباد ہے۔ ان کی طریقت میں عشق رسول، طرز زندگی، حاصل عمر اور خلاصہ حیات ہے۔

وہ کہتے ہیں:

عشق شدیں کی دولت ہے میرے دل کے دامن میں

اس صورت میں کون کہے گا میرا دامن خالی ہے

جب سے ملاستان کا صدقہ، جب سیہواہیان کا کرم

نعت نبی کی بست و بنت میں نور کی طرز زراں ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ لفظ لفظ جوڑ کر شعر کہتے ہیں، لیکن

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جو شعر واقعی شعر ہوتا ہے وہ کہا یا لکھا

نہیں جاتا، بلکہ ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر نعت کے اشعار کے

بارے میں میرا یہ ماننا ہے کہ جوڑ جوڑ کر بنائے گئے نعتیہ اشعار

کیف و سرور سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔ مجھے سید نور الحسن نور کی

نعتوں میں ایسے اشعار بکثرت ملتے ہیں جنہیں دیکھ کر یہ محسوس

ہوتا ہے کہ یہ کہہ نہیں گئے ہیں، بلکہ غیر دانستہ طور پر ہو گئے ہیں

۔ اس سلسلے میں ان کے نعتیہ مجموعے ثنا کی کہتیں میں شامل

نعتوں کا ذکر ضروری ہے جو انہوں نے غالب کی زمینوں میں کہی

ہیں۔ یہ اردو نعتوں کے سرمایے میں ہی نہیں بلکہ غالبیات میں بھی ایک وقیع اضافہ ہے۔ چند اشعار سے ہی ان کے معیار و مرتبے کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا:

جب سے جاگا ہے خیال مصطفیٰ کا ماہتاب

ایک حلقہ سامرے اطراف ہے تویر کا

آخر یہ برف پکھلی تو نعت رسول سے

ورنہ خیال و فکر پہ طاری جمود تھا

جب شب معراج آقائے وہاں رکھا قدم

مرتبہ خاک قدم کا آسمانوں پر کھلا

چاہنے والوں پہ اپنے اس قدر ہیں مہرباں

چھوڑ کر آئے ہیں آقا گنبد بے در کھلا

در مصطفیٰ سے میری کبھی واپسی نہ ہوتی

مجھے اپنی زندگی پر اگر اختیار ہوتا

ترے قدموں کی آہٹ سن رہا ہوں

مرا دل بن گیا غارِ حرا کیا

دید طیبہ کی آرزو لگی

لطف یہ ہے کہ حج بہانہ ہوا

نقش پائے نبی پہ چلتے رہو

اور جنت کا راستہ کیا ہے

ان اشعار میں نہ کوری عقیدت ہے۔ نہ نرا عقیدہ اور

نہ محض فن کا مظاہرہ، بلکہ یہ ان سب کے خوبصورت امتزاج کا

نمونہ ہیں اور یہی کلام نور کی نمایاں خصوصیت ہے۔

خواتین اسلام اور وقت کی قدر و قیمت

عالمہ ماریہ امان امجدی قادری

انصاریہ، عالمہ ہونے کے ساتھ ہی مجاہدہ بھی تھیں غزوات میں شریک ہوتی رہتی تھیں بہت سے صحابہ کرام اور بصرہ کے کبار تابعین ان سے غسل میت دلواتے تھے جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں تحریر فرمایا ہے وہ جنگوں میں جا کر مریضوں کی دیکھ ریکھ کرتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں صاحبزادی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میت کے وقت وہ موجود تھیں چھٹی صدی کی ایک اور عظیم عالمہ جسے دنیا ”نعمتہ بنت علی بن یحییٰ الفراح“ کے نام سے یاد کرتی ہے ۴۰۶ھ میں انکا انتقال ہوا وہ اہل دمشق کی شیخہ تھیں، محدثین میں انہیں بلند مقام حاصل تھا انہوں نے روایت بھی کی اور ان سے اخذ و سماع بھی کیا گیا، جس طرح عہد صحابیات رضی اللہ عنہن میں وقت کی صحیح قدر و قیمت رہی اسی طرح بعد کی خواتین نے بھی وقت کا بہتر استعمال کر کے خود کو فقہ و حدیث کی روشنی سے منور کیا بلکہ الحمد للہ آج تک وہ سلسلہ خیر جاری ہے، اور امت کی ذمہ دار خواتین آج بھی وقت کی قدر و منزلت کرتے ہوئے اسے تعمیری و فلاحی کاموں میں صرف کر رہی ہیں، مگر کچھ حاسدین بھی ایسے ہیں کہ بجائے کچھ اچھے الفاظ سے نوازنے کے الٹے پلٹے الفاظ نکالتے ہوئے نظر آتے ہیں اگر کوئی آگے نکلتا چاہتی ہے تو پہلے اسے طرح طرح کی باتوں سے نمٹنا پڑتا ہے۔ جیسے کہ پر لگ گئے ہیں، جلوہ ہے، کیا بلندی ہے وغیرہ وغیرہ اس طرح کے الفاظ سے اس کے

رضینا قسمة الجبار فینا۔ لنا علم وللجہال مال، وقت کی نگہداشت اور اسے عمل خیر میں صرف کرنے کا عمل صرف امت کے مردوں میں ہی نہیں بلکہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بہت سی ایسی عورتیں بھی ہیں جن کے یہاں وقت کی قدر و منزلت کا تصور نمایاں نظر آتا ہے، اور وقت کا بہتر استعمال کر کے وہ تاریخ کے صفحات پر اپنے قیمتی نقوش چھوڑ کر محافظین علوم و فنون میں شمولیت حاصل کر کے تاریخ اسلام کا ایک اہم حصہ بن گئیں، عہد رسالت میں کچھ ایسی عورتیں بھی ہوئیں ہیں جو کہ وقت کی نگہداشت میں اپنا جواب آپ ہیں اس سلسلہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سرخیل نظر آتی ہیں جو اہل اسلام کا مرجع تھیں، جب بھی صحابہ کرام فقہ و فرائض اور شعر و ادب وغیرہ کے کسی مسئلے میں الجھتے تو سیدھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں رجوع کرتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ اگر صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم کائنات بھر کی عورتوں کے علم کے برابر رکھ کر وزن کیا جائے تو آپ کے علم کا پلڑا وزنی ہوگا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علم و فضل کی اس بلندی پر کیسے پہنچیں؟ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور روایوں میں کیسے شامل ہوں؟ یقیناً اس میں ان کے اپنے وقت کو صحیح مصرف میں لانے اور وقت کی قدر و منزلت کرنے کا بہت بڑا دخل ہے نسیبہ بنت کعب

ہیں چاہے وہ تحریر سے ہو یا تقریر سے اور خود بھی استفادہ کرتی رہتی ہیں اور انقلابی انداز میں کام کر نیکی کوشش میں لگی رہتی ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ عورت جب تک غلبہ اسلام کے لیے اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرے گی انقلاب حق کے راستے ہموار نہیں ہو سکتے۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ میں مسلم خواتین کا جو کردار رہا ہے وہ آج کل دنیا کے لیے ایک واضح سبق بھی ہے، قابل تحسین کارنامہ بھی اور قابل فخر تاریخ بھی بلکہ میں تو یہ کہوں گی کہ اسلام کی تاریخ کی تو ابتدا ہی عورت کے شاندار اور بے غبار کردار سے ہوئی ہے۔

ابتدائے اسلام یا دوسرے لفظوں میں کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسلم خواتین نے زندگی کے ہر شعبہ میں بھرپور کردار ادا کیا اور بڑی آزادی اور خوشی کے ساتھ ادا کیا علم سیکھنے سکھانے کا میدان ہو یا معاشرتی خدمات کا میدان، اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ہو یا سیاست و حکومت کے معاملات ہوں سب میں خواتین کا واضح، روشن اور اہم کردار ہوتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے جس طرح صحابہ کرام مستفیض ہوتے تھے اسی طرح صحابیات کو بھی فیض و استفادہ اور دین کی باتیں پوچھنے اور سمجھنے کا پورا پورا موقع دیا جاتا تھا

وصال نبوی کے بعد امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے تعلیم قرآن کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں اور بچیوں کو دینی مسائل کی تعلیم بھی دینا شروع کر دیا حتیٰ کہ امہات المؤمنین رضی اللہ

حوصلے کو توڑ دیا جاتا ہے کچھ بہنوں کے پاس ایسی شکایتیں سننے کو ملتی رہتی ہیں اس طرح کچھ کمزور دل عورتیں ان حوصلہ شکن افراد کی بکواس کو دل سے لے بیٹھتی ہیں اور اپنی تمام تر اسلامی اور دینی مصروفیات کو روک کر اپنے قیمتی علوم و فنون کو زینت طاق نسیان کر کے وہیں اپنے قدم کو روک لیتی ہیں ایسے قسم کے لوگ بہت ہی عجیب ہوتے ہیں جن کے پاس کچھ اپنا کرنے کو تو ہوتا نہیں ہاں مگر ایک چیز وہ ضرور کرتے ہیں وہ یہ کہ دوسروں میں عیب جوئی اور انہیں تعزیمت میں اس طرح غوطہ زن کراتے ہیں کہ وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اپنی کمیاں اپنی خامیاں تو انہیں نظر ہی نہیں آتیں دوسروں کو کہنا انکے لیے بڑا ہی آسان ہوتا ہے دوسروں کی غیبت اور چاپلوسی انکی اپنی عادت بن چکی ہوتی ہے انکے منہ پر انکی والی انکے منہ پر انکی والی شاید ایسے ہی لوگوں کے لیے مثال دی گئی ہے کہ برتن وہی شور مچاتا ہے جو اندر سے خالی ہو۔

کیونکہ جو دوسروں کی قدر کو پہچانے گا وہ کبھی کسی کے لیے بھی اگرچہ اسکے دشمن ہی کیوں نہ ہوں ان کے بارے میں برا نہیں سوچے گا بہت افسوس ہوتا ہے کبھی کبھی ایسوں پر جن کی وجہ سے کار خیر رک جاتا ہے مگر کچھ بہادر اور علم و فضل میں ممتاز شہزادیاں کنیزانِ فاطمہ کو ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا دنیا کیا کہہ رہی ہے کہ ہمیں اپنے مقصد کو کامرانی کی منزل تک پہنچانا ہے ہمیں دین کے کاموں میں رکنا نہیں ہے ہمیں خیر والے کاموں میں سبقت لے جانی ہے زمانہ کچھ بھی کہے وہ دین کی داعیہ بننے کے ساتھ ساتھ اسلام کے فروغ کے لیے جدوجہد کرتی رہتی

عنہن میں سے ہر ایک کا اپنا حجرہ ایک درسگاہ نظر آنے لگا
امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی پیروی میں دیگر خواتین اسلام
نے بھی اشاعت علم اور فہم دین کو اپنے لیے لازم ٹھہرایا آج کی
خواتین بھی علم و تدریس، تعلیم کے فروغ اور حدیث کی روایت
میں سرگرم کردار ادا کر رہی ہیں اسلام کی شہزادیاں آج بھی علم
حدیث و فقہ سے اپنا بھرپور تعمیری اور مثبت کردار ادا کر رہی ہیں
تاکہ آنے والے وقتوں میں ایک اعلیٰ نمونہ اور قابل تقلید مثالیں
قائم کریں جو تمام مسلمان عورتوں کے لیے صبح قیامت تک
مشعل راہ رہے، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن و شہزادی
رسول حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے صدقہ و طفیل تمام
اسلامی بہنوں کو خواب غفلت سے جاگنے کی توفیق عطا فرمائے
ساتھ ساتھ ایسی خواتین کی صحبت میں رہنے کی توفیق بخشے جو اپنا
کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتیں اور اپنی آخرت کے بارے میں فکر
مند رہتی ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق خیر سے نواز کر اس فہرست میں شامل
فرمائے اور ہمیں شریعت کے دائرے میں رہ کر باعزت زندگی
گزارنے کی توفیق بخشے آمین یا رب العالمین۔

میرا قلم چلنا میرے پروردگار کی عطا و نوال ہے جب کہ لغزشیں
اور خامیاں میری اپنی علمی بے بضاعتی کا شاخا نہ ہیں مولیٰ تعالیٰ
قلم میں زور پیدا فرما

آمین یا رب العالمین



نعت رسول کریم ﷺ

ہیں وہ سعد و مسعود لا ریب فیہ
 "ہیں وہ سب کے مقصود لا ریب فیہ"
 کیا گنبد سبز کا جب طواف
 ہوئی عقل مفقود لا ریب فیہ
 تری چشم رحمت سے کوہ الم
 ہوا نیست و نابود لا ریب فیہ
 خلّاق میں رتبہ کسی کا نہیں
 شہ دیں سے افرو لا ریب فیہ
 اگر چشم ایمان سے دیکھے کوئی
 ہیں سرکار موجود لا ریب فیہ
 ہے مداح تیرا کلام اللہ
 اے ممدوح معبود لا ریب فیہ
 حبیبِ دو عالم کا لطف و کرم
 رہا ہے نہ محدود لا ریب فیہ
 پیے دشمن شاہ، فردوس کی
 ہوئے راہ مسدود لا ریب فیہ
 از- فردوس فاطمہ اشرفی

منقبت در شانِ حضورِ شعیب الاولیاء شیخ المشائخ سیدنا الشاہ محمد یار علی

لقد رضی المولیٰ عنہ *

میں کروں کیسے بیاں کیا ہیں شعیب الاولیاء
 میں تڑی ہوں اور تڑیا ہیں شعیب الاولیاء
 علم و حکمت اس قدر اللہ نے بخشی انہیں
 ہو کے تنہا اک ادارہ ہیں شعیب الاولیاء
 اپنی قسمت پر ہو نازاں اے براؤں کی زمیں
 کیونکہ تجھ پر جلوہ فرما ہیں شعیب الاولیاء
 حضرت بابو میاں کے واسطے کر دیں کرم
 ہم غموں سے ریزہ ریزہ ہیں شعیب الاولیاء
 رفعتیں تیرے مقدر میں ہیں اے فیض الرسول
 کیونکہ تجھ پر مثل سایہ ہیں شعیب الاولیاء
 جن کی ضروری سے چمکے سیڑوں تاریک دل
 معرفت کا وہ ستارا ہیں شعیب الاولیاء
 اولیاء مرتے نہیں ہیں اس وجہ سے آج بھی
 روضۂ انور میں زندہ ہیں شعیب الاولیاء
 جو بھی در پر آتے ہیں اپنی مرادیں پاتے ہیں
 فضل رب سے ایسے داتا ہیں شعیب الاولیاء
 خوف بخشش کا ہو کیوں مجھ کو بروز حشر، جب
 میری بخشش کا سہارا ہیں شعیب الاولیاء
 ان کی سیرت دال ہے اس بات پر عبدالمبین
 زہد و تقویٰ میں یگانہ ہیں شعیب الاولیاء

رشحات قلم: جاروب کش بارگاہ شعیب الاولیاء * عبدالمبین فیضی

واحدی طبیبی پاکٹ جنتری

مفتی محمد امیر حسن امجدی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم !

اسلامی سنی "واحدی طبیبی پاکٹ جنتری"، ایک اہم معتبر معلوماتی اور عمدہ پاکٹ جنتری ہے جس کے مرتب خطیب ہندوستان، عالمِ ذیشان، مبلغ اسلام، مصلح قوم و ملت خلیفہ حضور طاہر ملت حضرت العلام حضرت مولانا محمد اسرار احمد فیضی واحدی زید مجدہ ہیں۔

سال گزشتہ سے یہ جنتری اپنے دامنِ وجود میں کثیر خوبی و کمالات، واحدی طبیبی برکات سمیٹے ہوئے بحسن و خوبی مظہر تجلیاتِ واحدی، مصدر برکاتِ طبیبی، عکسِ جلال و جمالِ میر طبیب، جامع شریعت و طریقت، منبع علم و حکمت، فخرِ سیادت، شہزادہ حضور طاہر ملت، شانِ خانقاہِ واحدی، سہیل ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید میر محمد سہیل میاں قادری چشتی واحدی دام ظلہ ولی عہد سجادہ خانقاہِ واحدیہ طیبیہ و سربراہِ اعلیٰ دارالعلوم واحدیہ طیبیہ محلہ سلہاڑا عبدالواحد نگر شہرستان ولایت دارالسلام بلگرام شریف ضلع ہردوئی کی صدارت و سرپرستی میں شائع ہو رہی ہے۔

جنتری ہذا ایک ساتھ کئی خوبیوں کی حامل ہے، جن کا ذکر یہاں عبث و بے مقصد نہیں، بلکہ اس کی افادیت، اہمیت، شرافت اور شان و مرتبت پر واضح دلیل اور بین ثبوت ہے۔

اولاً: یہ کہ اسے منسوب و موسوم وقت کے دو عظیم تقدس مآب بزرگ ہستیوں، اللہ جل علا کے محبوب و مقبول بندوں یعنی مرجع

خلاق، سرچشمہ ہدایت، جدِ اعلیٰ مشائخ مارہرہ و بلگرام، مقبول بارگاہِ رسول خیر الانام حضور سیدنا الشاہ سید میر عبدالواحد بلگرامی مصنف "سبع سنابل شریف"، و سراج السالکین، زبدۃ العارفین قطبِ زمانہ حضور سیدنا الشاہ سید میر محمد طیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کے متبرک و مقدس اسماء پاک کی طرف کیا گیا ہے۔ جو نہ یہ کہ صرف ولی بلکہ ولی گرتھے۔ عشق و عرفان کے سمندر میں غوطہ زن اور آسمانِ ولایت کے آفتاب و جہاں تاب تھے جن کے محض اسماء طیب سن کر ہی غیر مرئی مخلوق ایوانِ اجنہ و شیاطین میں زلزلہ برپا ہو جاتھا، جو خاک کو سونا اور سونا کو مٹی، فقیر کو بادشاہ اور بادشاہ کو فقیر کرنے کا قدرت و ملکہ رکھتے تھے۔ ان کے اسماء پاک سے منسوب کرنا ہی خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

ثانیاً: قبل از مقصد آغازِ سطور کلام الامام امام الکلام حضور سیدی سرکارِ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ و الرضوان سے ہے جو قابلِ رشک اور لائقِ تحسین ابتدا ہے۔

ثالثاً: سن و شہور، ایام و تواریخ، اسلامی، انگریزی، ہندی کے ساتھ بزرگوں کے اعراس سال وصال کا بھی بالا بہتمام مع الاختصاص ذکر ہے۔ اب تک کسی اور جنتری میں اعراس بزرگوں کا اس قدر التزام جو اس میں ہے کسی میں نہ دیکھی، شاید کوئی تاریخ ہو جو کسی ولی اللہ کے عرس و فات کی تاریخ کے ذکر سے خالی ہو۔ ماہ کی ہر تاریخ میں بزرگوں کے صحیح

سید میر سہیل میاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ۔
دعا گو ہوں کہ رب قدر اس جنتی کی ترویج و اشاعت میں
دوام و استقلال عطا فرمائے و مرتب موصوف کو جزاء عظیم اور
سعادت دارین عطا فرمائے اور حضرت سہیل ملت مد عمرہ کے
دولت و اقبال بلند فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید
المرسلین۔

وصال و عرس کی تاریخ کا تعین کرنا بہت بڑی بات ہے اس لحاظ
سے یہ اپنی نوعیت کی سب سے منفرد اور کارآمد جنتی ہے۔
رابعاً: مکمل سال کی اسلامی و غیر اسلامی جملہ تعطیلات کا
اجتماع و انحصار مع توارخ و شہور و ایام ہے۔

خامساً: ہر ماہ کے تحت اپنی مصروفیت درج کرنے کے
لئے دیئے گئے 'کالم' میں کامیاب زندگی بنانے والے فرامین
جلالت العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بھی زینت
ورق ہے۔

سادساً: دائمی تقویم برائے صلاۃ، ہدایات دائمی
جنتی، کے علاوہ فضائل درود شریف، درود شفا، آیات شفا،
دعائے عاشورہ، خطبہ جمعہ، عقیقہ، قربانی، نماز عیدین، نکاح،
میت کو غسل دینے، نماز جنازہ، میت کی تکفین و تدفین اور فاتحہ و
ایصال ثواب وغیرہ جیسے روزمرہ پیش آنے والے ضروری اور
اہم مسائل کا مکمل طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

جنتی ہذا اپنے دامن میں ڈھیر ساری خوبیاں سمیٹے جہاں
لوگوں کی زندگی میں توارخ و اوقات و ایام غیرہ دیکھنے اور اسے
مقرر و متعین کرنے کے تئیں آسانیاں پیدا کرنے والی ہے،
وہیں خانقاہ مذکورہ کی تعریف و تشہیر اور خانقاہی پیغام عوام الناس
تک پہنچانے کا ایک عمدہ آلہ اور بہترین ذریعہ بھی ہے۔

لائق صدمبار کباد اور قابل تحسین ہیں اس کے مرتب فصیح اللسان
ساحر البیان حضرت مولانا محمد اسرار احمد صاحب فیضی واحدی
اور خانقاہ واحدیہ طیبہ بلگرام شریف موجودہ مشائخین و سجادگان
خصوصاً شیخ طریقت عامل شریعت سہیل ملت حضرت علامہ

نقوش طنز و مزاح ایک مطالعہ

چیف ایڈیٹر

مشہور زمانہ مزاح نگار اسٹیفن لی کاک، اپنی کتاب

"Humour and Humanity"

میں مزاح کی تخلیق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مزاح زندگی کے ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا فنکارانہ اظہار ہو جائے، مزاح کی اس تعریف کے مطابق

ایک مزاح نگار زندگی میں موجود ناہمواریوں کو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ تخلیقی سطح پر اس کا اظہار یوں کرتا ہے اس سے ہنسی کو تحریک ملتی ہے طنز اور مزاح میں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے کہ ایک مزاح نگار مزاح کا حصہ بن کر اس سے محفوظ ہو رہا ہوتا ہے جب کہ طنز نگار سارے ماحول سے الگ تھلگ ہو کر اپنے آپ کو بچا کر چوٹ کرتا ہے

یہی وجہ ہے کہ طنز میں ایک گونا گوارحیت اور ایذا کوئی کا عنصر موجود ہوتا ہے نیز مزاح میں انسان دوستی کا شائبہ پایا جاتا ہے، طنز ایک طرح کی تنقید ہے لہذا ادب میں طنز کی اہمیت و افادیت اس کی مقصدیت کے باعث ہے اسی لئے اس کی تلخی کو گوارا کر لی جاتی ہے، مقصد کے بغیر طنز و مزاح کی تخلیق ممکن نہیں، کہ خالص مزاح سے تو صرف ہنسی دل لگی یا مذاق وغیرہ کا ہی صرف کام لیا جاسکتا ہے اور یہ مزاح کی عمومی سطح ہوتی ہے اس صورت میں اس کی کوئی واضح سمت نہیں ہوتی ہے، مزاح اس وقت سمت آشنا ہوتا ہے جب اس میں طنز شامل ہو تو گویا طنز ہی مزاح کی سمت

متعین کرتا ہے

ایک مزاح نگار ہی معاشرے میں موجود برائیوں، کمیوں، اور ناہمواریوں پر اس انداز سے چوٹ کرتا ہے کہ ہنسی کے ساتھ ساتھ ان معاملات پر غور و فکر کی دعوت بھی ملتی ہے اور مزاح کی سطح اس وقت بلند ہوتی ہے جب مزاح نگار ذاتی تنقید سے گذر کر حالات سماج، معاشرے، سیاست، واقعات حالات اور ماحول کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے،

اسی سطح پر پہنچ کر مزاح طنز میں تبدیل ہو جاتا ہے اور مزاح نگار رکاکت سے گریز کرتے ہوئے انسانی ماحول کا بہترین اور اعلیٰ درجے کا نقاد بن جاتا ہے، (Element And Surprise) مسرت اور عنصر استعجاب، مزاح کے دو لازمی اجزاء ہیں،

ایک مزاح نگار جب اپنی ذہانت اور فطانت سے کسی صورت حال کے وہ پہلو معلوم کر لیتا ہے جو عام شخص کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں اور ان کا اظہار ایسے موڑ پر کرتا ہے کہ سننے والے کو حیرت اور مسرت محسوس ہوتی ہے

یہ سارا عمل انتہائی مشکل اور پیچیدہ ہوتا ہے، تاہم ایک مزاح نگار اس کو اپنے مہارت تامہ سے فطری انداز میں پیش کرتا ہے، اس کے متعلق رشید احمد صدیقی کی رائے ملاحظہ کریں، طنز و مزاح کا شمار دنیا کے مہلک ترین اسلحہ جات میں شمار ہوتا ہے

کریم الدین پور، پوسٹ گھوسی ضلع منو یوپی ہے، اور تقسیم کار خلیل اللہ اکیڈمی جمالڈیہ چافہ پوسٹ بڑھنی بازار ضلع سدھارتھ نگر ہے، نیز اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، اول۔ مزاحیہ مضامین، دوم علمی و ادبی مضامین، سوم۔ قصہ و کہانی اور اسفار، ابتدائی کلمات میں پیش لفظ کے عنوان سے ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ نے اپنی تخلیقاتی کاوشوں، کوششوں، اور اس کی غرض و غایت کا برملا اظہار کیا ہے،

جب کہ تاثرات، برادر معظم مفکر ملت صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی مدظلہ العالی شیخ الحدیث، جامعہ شمش العلوم گھوسی منو، نے پیش کیا،

اور تقریباً خلیل فقیر ادیب شہیر حضرت علامہ مفتی عبدالحکیم نوری مصباحی صاحب قبلہ، چیف ایڈیٹر سہ ماہی مجلہ ندائے حنفی سدھارتھ نگر یوپی نے پیش کیا ہے، اور راقم الحروف نے، تصنیف و مصنف ایک جائزہ کے عنوان سے لکھا ہے، ادیب شہیر مفکر ملت مورخ اسلام حضرت مفتی ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی مدظلہ العالی طنز و مزاح کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں، زندگی سنجیدگی سے انسان کو بچانے اور اسے شکست خواب سے پیدا ہونے والے ناقابل برداشت صدموں کے لئے ذہنی طور پر تیار کرنے کے علاوہ احساس مزاح کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ اس کا وجود سوسائٹی کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے، وہ مثل کہ "ہنسو تو ساتھ ہنسے گی دنیا، بیٹھ ابھی

اکیلے رونا ہوگا، اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مزاح کے طفیل انسانوں کے درمیان ایک ناقابل شکست رشتہ معرض وجود میں

اس کے استعمال کا منصب ہر وقت ہر سپاہی یا پیادہ کو نہ ہونا چاہئے بلکہ خاص سپہ سالار کی اجازت اور اس کی براہ راست نگرانی میں اس کو بروئے کار لانا چاہئے، طنز و مزاح سے محفوظ ہونے کے لئے انسان کے اندر اس صفت کا ہونا ضروری ہے جو اسے حیوان ظریف کے مقام پر فائز کرتی ہے، مزاح صرف عیب جوئی، طعن و تشنیع، یا فقرے بازی کا نام نہیں، بلکہ ہم آہنگی، تضاد میں امتیاز، نامعقولیت اور ناہمواریوں کو ایسے دل پذیر انداز میں اجاگر کرنے کا نام ہے کہ سننے والا قائل ہو جائے،

لہذا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور بیاں ہو جاتی ہے کہ ایک مزاح نگار معاشرے اور سماج کی برائیوں، ناہمواریوں کو اپنے مہارت سے قارئین اور سامعین کے سامنے اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ انہیں مکمل یقین ہو جاتا ہے الحاصل طنز و مزاح ایک معاشرے کی برائیوں، کمیوں، خامیوں کو اجاگر کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں،

زیر مطالعہ کتاب، نقوش طنز و مزاح کے مصنف ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ (ساکن۔ اعظمی کلنگ، برجن گنج ضلع مہراج گنج یوپی) ہیں، یہ کتاب آپ کے وقفاً وقتاً تیس سالوں سے لکھے گئے درجنوں مضامین کا حسین گلدستہ ہے، جو کہ ہندوستان کے موقر رسائل و جرائد، ماہناموں کے صفحات کی زینت حاصل کر چکے ہیں،

نقوش طنز و مزاح کے مشمولات بہت بہترین اور دلکش ہیں، یہ کتاب 224 صفحات پر مشتمل ہے، ناشر بیت الحکمت محلہ

آتا ہے، مزاج نہ صرف انسانوں کو مربوط کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ ہر اس شخص کو نشانِ تمسخر بنایا جاتا ہے جو سوسائٹی کے مروجہ قواعد و ضوابط سے انحراف کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام زبانوں کے ادبیاتِ عالیہ میں طنز و مزاح کو خاص اہمیت حاصل ہے، اردو زبان و ادب کا دامنِ نثر نظم بھی طنز و مزاح کے گہر پاروں سے مزین ہے، مرزا غالب، اکبر الہ آبادی، رتن ناتھ سرشار، سجاد حسین، مرزا فرحت اللہ بیگ، عظیم چغتائی، ملار موزی، پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی شوکت تھانوی، کنہیا لال کپور، کرشن چندر، فکر تونسوی، احمد جمال پاشا، مشتاق یوسفی، اور کرنل محمد خان، کے نام بڑی اہمیت رکھتے ہیں، انہیں باکمال طنز و مزاح نگاروں کی روایتِ طنز و مزاح کو دورِ حاضر کے مزاح نگاروں کو بڑھانے میں مصروف ہیں عصرِ حاضر کے مزاح نگاروں کے قافلے میں ایک باکمال ادیب ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ بھی ہیں، جو کہ میرے برادرِ اصغر ہیں، ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ کی نگارشات کا بیشتر سرمایہ ظرافت پر مشتمل ہے، جو بلاشبہ بڑی اہم چیز ہے، درجنوں ادبی و مزاحیہ مضامین جیسے، قوم کے قائدین اور ان کی اہم ذمہ داریاں، اسلام اور دنیا کے پیچیدہ مسائل کا حل، مشرقی اتر پردیش کے قصبہ گھوسی میں فروغِ اردو کا کردار، اسلام کا نظریہ حفظانِ صحت ایک صحتمند قوم کا حامل، مسلمانوں کی سیاسی پسماندگی کا پس منظر، موبائل فون سے ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا، ہندوستان میں سلسلوں کا تصور، ایسے ہی تین درجن سے زائد مضامین کا مجموعہ، نقوشِ طنز و مزاح، میں شامل کر کے کتابی شکل دی ہے، حضرت علامہ مفتی عبدالحکیم نوری

مصباحی صاحب قبلہ رقم طراز ہیں، ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ، آج مصروفیت کے باوجود حالات کی عکاسی کرتے ہوئے طنز و مزاح پر خامہ فرسائی کچھ اس ڈھنگ سے کرتے ہیں کہ قاری ہنستے، ہلکھلاتے ہوئے نصیحت و موعظت سے سرشار ہو جاتا ہے، طنز و مزاح میں سفلی پن کے بجائے ادبِ عالیہ اور پند و نصیحت کے ساتھ پیغامِ رسانی قابلِ قدر ہے، طنز و مزاح کے ذریعہ اردو ادب کی ہمہ گیریت اور فن کو مستند کرنا عظیم کارنامہ ہے،

اسی کتاب کا ایک مضمون، داستانِ غم خوردگان شوہراں، سے قارئین کے لئے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں، بہت سی عالمی جنگیں لڑی گئیں دولکوں کے مابین اور اندرون ملک انتشار و خلفشار کا ماحول ہوتا رہا ہے، قبائلی و صوبائی جھڑپیں ہونے کے بعد صلح و آشتی میں تبدیل ہو گئیں، لیکن مسئلہ کشمیر کی طرح میاں بیوی کے درمیان بڑے سے بڑے چھوٹے سے چھوٹے یا معمولی پیچیدہ مسئلوں کا کوئی حل نہیں نکل سکا، یہی وجہ ہے کہ صدر مملکت، وزیرِ اعظم و اعلیٰ، وزراءِ خارجہ، جج و وکیل، ڈپٹی کلکٹر، ڈاکٹر، و فلاسفر، یونیورسٹی کے شیخ الجامعہ، اپنے اپنے وقت کے تیس مارخان، یا رستم زماں ہوں، مگر جب اپنے گھر کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں تو کچھ دیر کے لئے سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ آیا اس وقت بیوی کا مزاج معتدل ہے یا غیر معتدل، کیونکہ کسی چیز کے مزاج میں موسم کے متغیر و متبدل ہونے سے تبدیلی آ سکتی ہے لیکن بیوی کے مزاج پر موسم کا کوئی بھی اثر نہیں پڑتا، دیرِ رات گھر پہنچنے پر اکثر شوہروں کو تو کھانا

بچا شاہد میاں، حضرت اور عادل میاں کا خیال آتا ہے۔ مصنف ان سے خاصے متاثر نظر آئے۔ ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ جذبوں کی عکاسی کے ہنر سے آشنا ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عوام و خواص بنائے۔ آمین

بھی نصیب نہیں ہوتا، پھر باورچی خانے میں جا کر خود سے پکا کر اپنی بھوک و پیاس مٹانی پڑتی ہے، الحاصل ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ کی تحریروں میں طنز و مزاح کی چاشنی میں لپٹا ہوا اصلاح معاشرہ کا پہلو ہے۔ اور وہ اپنی تحریروں میں زندگی کے کیف و کم کو الفاظ کے پیکر میں اس طرح ڈھالتے ہیں کہ آنسو اور قہقہہ دونوں بغل گیر ہو جائیں، عصر حاضر میں اردو ادب کی یہ صنف سخن معدوم ہوتی جا رہی ہے طنز و مزاح اردو ادب کی اہم صنف ہے۔ جس کا مقصد ہے معاشرے میں پیدا ہونے والی برائیوں، مسائل کو طنز اور مزاح کی چاشنی میں لپیٹ کر اس طرح بیان کرنا کہ برا بھی نہ لگے اور معاشرے کی اصلاح بھی ہو جائے۔ ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ نے اپنے قلم سے یہی کام لیا ہے، ان کی تحریروں میں طنز و مزاح میں لپٹا ہوا اصلاح معاشرہ بھی ہے، اور مزاح کا پہلو بھی۔ آپ کے یہاں زبان سادہ سلیس اور عام فہم ہے۔ مزاح آسان کام نہیں ہے مگر ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ طنز میں مزاح کی آمیزش اس طرح کرتے ہیں اور الفاظ کے نشتر اس طرح لگاتے ہیں کہ قارئین محظوظ ہونے کے ساتھ ساتھ اس چبھن کو بھی محسوس کرتا ہے جس کا احساس ان کے لفظوں کی بدولت ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ کے قلم میں جملوں اور محاوروں کی بھرمار ہے، یہ آپ کے انداز تحریر کا کمال ہے آپ کے یہاں بد صورتی بھی خوب صورتی معلوم ہوتی ہے۔ حالات و واقعات کا تسلسل، بہاؤ اور تیزی قاری کو ہر دم مصروف رکھتی ہے۔ ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی منظر نگاری میں کمال کرتے ہیں۔ کتاب پڑھ کر ایک بار ضرور

ماہنامہ صدائے بازگشت

تبصرہ:

مولانا ڈاکٹر توصیف علوی

لگن اور اہتمام سے شائع کیا گیا ہے وہ خاصے کی چیز ہے۔ ہزار ہا مبارکباد کے قابل ہیں اس مجلے کے منتظمین خاص کر مدیر اعلیٰ علامہ قمر انجم قادری فیضی و معاون ایڈیٹر ڈاکٹر قائم الاعظمیٰ اور سب ایڈیٹر مولانا اولیس رضا قادری صاحب جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس مجلے کو آپ تک پہنچایا۔

مجلہ ہذا کے سبھی سلسلے قابل تحسین ہیں ایک طرف مدیر اعلیٰ کا ادارہ ”مسلمان اور موجودہ حالت کے وجوہات ذمہ دار کون؟“ نظریاتی اور فکری و اصلاحی لحاظ سے ایک عمدہ اور نایاب ادارہ ہے، جس میں بڑے ہی سلیقے سے حالات کی عکاسی کی گئی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ کسی بھی مجلہ یا جریدے کی جان ادارہ ہوتا ہے تو ٹھیک اس پر علامہ موصوف کھرے اترتے ہوئے ہنرمند اور قابل اعتماد صحافیوں کی فہرست میں اپنی شمولیت کا ثبوت بھی پیش کیا۔

تجلیات قرآن و حدیث کی شکل میں علامہ مفتی عبدالحکیم نوری و علامہ مفتی شعیب رضا نظامی صاحب کے مضامین کی مہک روح کی گہرائیوں تک پھیل کر مسخوڑ کرتی نظر آ رہی ہے۔

اسلامیات میں مولانا نفیس القادری صاحب نے ”سنت رسول کی اہمیت“ پر جہاں عمدہ و اعلیٰ درجہ کی خامہ فرسائی کی وہیں مولانا فہیم جیلانی مصباحی نے ”جمعہ کی فضیلتیں“ پر۔

اس وقت دینی، ادبی، اصلاحی، سیاسی، قومی، تنقیدی و تحقیقی مضامین کا حسین ای مجلہ ماہنامہ صدائے بازگشت آپ کے زیر نظر ہے۔

اس مجلہ کے تمام مشمولات اول تا آخر قابل دید ہیں ماشاء اللہ بہترین مواد، نہایت جاذب نظر عمدہ ترتیب کے ساتھ خوبصورت مضامین و منظومات درس قرآن و حدیث اور شخصیات و تبصرہ اور حالات حاضرہ پر مشتمل اعلیٰ درجے کے افکار و خیالات و بہترین تحریروں سے مزین و آراستہ ہے۔ جس سے اس کی ادارتی و انتظامی امور سے وابستہ افراد کی علمی و ادبی اور انتظامی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔

مجلہ کی مجلس مشاورت و ادارت میں تحقیق و تدقیق اور ارباب علم و دانش و ادب کی قد آور شخصیات کی شمولیت جہاں مجلہ کو جلا بخشی ہے وہیں ادبی و صحافتی معیار کو بلند بھی کرتی ہے۔ اس کا سہرا بھی انتظامیہ مجلہ کی فہم و فراست کو جاتا ہے جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ بہت ہی اچھوتے انداز میں کیا ہے۔

اس مجلہ میں وہ سب آپ کو پڑھنے کو ملے گا جو ایک قاری کی توقع اور ادبی ضرورت ہے۔

لہذا! اسے ایک دینی، ادبی، اصلاحی، سیاسی، قومی، تنقیدی و تحقیقی مضامین کا حسین سنگم کہا جائے تو دروغ نہ ہوگا۔

بہتری کی گنجائش ہر شعبے میں ہوتی ہے مگر اس مجلہ کو جس محنت

سدھارتھ نگر یو پی

بولے جانے والی زبان کی خصوصیات پر گفتگو کی، اور یہ بات اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ اردو زبان کو دیگر زبانوں میں وہی حیثیت حاصل ہے جو عمارتوں میں تاج محل کو۔

اصلاح معاشرہ کے کالم میں علامہ مجیب احمد فیضی نے ”سجدہ خالق کو اور ابلیس سے یارانہ بھی“ کے کالم میں جس طرح جاہل پیروں کی کثرت اور ان کے مریدین کے خرافات پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے وہ قابل تقلید ہے۔

مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب کا ”زندگی کیا ہے؟“ کا موضوع ایک بہترین انتخاب ہے جو انسان کو اس کی وجہ تخلیق کی طرف رغبت دلاتی نظر آ رہی ہے۔

نقوش رفتگاں میں علامہ فیاض احمد برکاتی مصباحی شراوقی صاحب نے ”ملک کی ترقی و آزادی میں مدارس اسلامیہ کا کردار“ کے عنوان سے ایک بہترین ترجمانی کی ہے۔ اور اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ مدارس اسلامیہ ہند نے جہالت و ناخواندگی کے قلع قمع، علوم و فنون کے کی تعلیم و اشاعت کے ساتھ ساتھ ملک کے وسیع تر مفاد میں ایک ہم کردار ادا کیا ہے۔

مولانا روشن رضا ازہری صاحب نے ”سارے صحابہ عدل کے ستارے ہیں“ اور مولانا افسر علوی صاحب ”حضور شعیب الاولیاء ایک تعارف“ کی شکل اپنا نذرانہ محبت و عقیدت بہت ہی احسن طریقے سے پیش کیا ہے۔

”غریب نواز علیہ الرحمہ کی صوفیانہ تعلیمات“ پر مولانا محسن رضا ضیائی صاحب نے سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ کے ارشاد

حالات حاضرہ پر ”مذہب حق کی شہزادی، مذہب باطل میں رچائے شادی“ کے عنوان سے مولانا امثل حسین گلاب مصباحی صاحب نے بہترین رہنمائی کی ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارا طریقہ کار وہ نہیں جو ہونا چاہئے، جس کام کو ہمیں زمینی سطح پر کرنا چاہئے ہم اسے اخبار کی سرخیوں میں بیان کر کے گوشہ عافیت سدھار جاتے ہیں۔ ہمارے پاس اس برائی کے روک تھام کے لئے نہ کوئی مستقل لائحہ عمل ہے اور نہ کوئی منصوبہ بندی، پھر کیونکر ہم اپنا دفاع کر سکتے ہیں، اس سمت میں ملک کی تمام مسلم تنظیموں کو سوچنے کی ضرورت ہے۔

محمد قاسم ٹانڈوی صاحب نے ”ملکی ترقی کی اصل شاہراہ کھیت اور جنگل سے گزرتی ہے جہاں بیٹھ کر غریب مزدور پیٹ بھرتا ہے“ کے عنوان سے مزدوروں کی حمایت کرتے ہوئے ایک آئینہ بھی پیش کیا ہے کہ سیاسی اور سماجی لوگوں کے لئے یہ دن کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو لیکن مزدوروں کو صرف اتنا معلوم ہے کہ اگر انہوں نے آج کام نہیں کیا تو انہیں روٹی نہیں ملے گی۔ بڑے بڑے سیناروں اور اے سی کمروں میں بیٹھ کر حکومت کی اسکیموں کی تعریف کرنے والے اور راج نیتاؤں کے قصیدے پڑھنے والے لوگوں کو چاہئے کہ وہ کبھی راج محلوں اور اے سی ہالوں سے نکل کر سستی بلکتی زندگیوں کا بھی زمینی مشاہدہ کریں جس سے انہیں کم از کم خود احتسابی کا موقع تو مل سکے۔

مفتی فیاض احمد مصباحی صاحب کشی نگر نے ”نئے ہندوستان میں مسلمان اور ان کی تہذیب و ثقافت کی محافظ مادری زبان اردو“ کے عنوان میں دنیا میں تیسرے نمبر کی سب سے زیادہ

وہدایات پر بڑی معلوماتی گفتگو فرمائی ہے۔

ادبیات کے کالم میں پروفیسر احمد بدر صاحب ”کلام نور کی طرز“ کے عنوان پر یوں لب کشاء ہیں کہ اگر سرکار دو جہاں سرور کون و مکاں اس خاکدان گیتی پر تشریف نہ لاتے تو نعت گوئی کی صنف وجود میں نہ آتی۔

کسی بھی مجلے کا معیار اس کی مشمولات کی وجہ سے قائم ہوتا ہے، اور اس مجلے کی تمام تحریریں موضوع اور معیار کے اعتبار سے عمدہ اور اعلیٰ ہیں کیونکہ اس میں مدیر اعلیٰ علامہ قمر انجم فیضی صاحب نے ہر قسم کے قارئین کا خیال رکھا ہے۔

بہ لحاظ مجموعی یہ ایک عمدہ دینی، ادبی اصلاحی، سیاسی، قومی، تنقیدی و تحقیقی ایک مکمل اور جامع مجلہ ہونے کے ساتھ ساتھ برقی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔

ان شاء اللہ عنقریب اپنی بہترین ترتیب و تدوین کیساتھ آسمان علم و ادب کا درخشاں ستارہ ہوگا جس کی روشنی کہکشاؤں کی مانند نمایاں ہوگی۔ میری نیک خواہشات ہمیشہ علامہ قمر انجم فیضی اور ان کے تمام رفقاء مجلہ و انتظامیہ کے ساتھ ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اس مجلے کی رہنمائی کی۔

اس مجلے میں جتنے بھی شعراء، ادباء، مبصرین و ناقدین کی تحریریں شامل ہیں مجموعی طور پر سب قابل مبارکباد ہیں اور داد و تحسین کے مستحق ہیں۔ یقیناً آپ سب پیغام اسلام کو عام کرنے اور اسلام کی نشر و اشاعت کی غرض سے قوم کی فلاح و بہبود کیلئے بہترین کردار ادا کر رہے ہیں۔ اللہ رب رب العزت کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ مولیٰ اس کے معاونین و محسنین بالخصوص حضرت علامہ قمر انجم قادری فیضی صاحب کو صحت و تندرستی دے اور اس مجلے کو دن و رات چوگنی ترقی سے ہمکنار کرے۔ اور علم و ادب کے آسمانوں پر ہمیشہ چمکتا دمکتا رہے۔ آمین یا رب العالمین

گوشہ خواتین میں عالمہ ماریہ امان امجدی صاحبہ نے ”خواتین اسلام اور وقت کی قدرو قیمت“ کے عنوان پر بہت اعلیٰ انداز میں خواتین اسلام کی قدرو قیمت اور عفت و عصمت کی بھرپور رہنمائی کی ہے۔ منظومات کے کالم میں فردوس فاطمہ نبی رحمت کی تعریف و توصیف کچھ انداز میں کرتی نظر آ رہی ہیں کہ ”ع

ہے مداح تیرا کلام الہ

اے ممدوح معبود لاریب فیہ

تو بارگاہ شعیب الاولیاء میں اپنی عقیدت کا اظہار مولانا عبدالمبین فیضی نے کچھ اس طرح کیا ہے ”ع

خوف بخشش کا ہو کیوں مجھ کو بروز حشر جب

میری بخشش کا سہارا ہیں شعیب الاولیاء

حضرت مفتی محمد امیر حسن امجدی صاحب نے ”واحدی طبی پاکٹ جنٹری“ پر ایک تحقیقی و تدقیقی تاثر پیش کیا ہے۔

مدیر اعلیٰ علامہ قمر انجم فیضی قادری نے معروف مزاح نگار ڈاکٹر محمد قائم الاعظمی علیگ صاحب کی مشہور زمانہ کتاب ”طنز و مزاح“ پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں ”مزاح صرف عیب جوئی، طعن و تشنیع، یا فقرے بازی کا نام نہیں، بلکہ ہم آہنگی، تضاد میں امتیاز، نا معقولیت اور ناہمواریوں کو ایسے دل پذیر انداز میں اجاگر کرنے کا نام ہے کہ سننے والا قائل ہو جائے۔“

اس مجلے میں شامل تمام مشمولات دراصل معلومات کا خزانہ ہیں۔

MONTHLY FEBRUARY 2021
SADAYE BAZGASHT

EDITOR IN CHIEF:
MOHAMMAD QAMAR ANJUM QUADRI FAIZI

VOL. 2
ISSUE NO.01

دین کا پیغام گھر گھر تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیں

دینی، علمی، ادبی، اصلاحی، سیاسی، قومی، معاشرتی، تحقیقی و تنقیدی مضامین کا حصین
ماہنامہ گشتِ ہفت روزہ

ضلع سدھارتھ نگر سے شائع ہونے والا اہلسنت والجماعت کا منفرد اور اپنی نوعیت کا واحد ای رسالہ ہے جس کا خاص مقصد دین و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور امت مسلمہ تک اللہ عزوجل و رسول کے پیغام کو پہنچانا ہے، لہذا تمام اصحابِ فکر و فن اپنی قیمتی تخلیقات اور تحقیقی و تنقیدی مضامین ہمیں ضرور ارسال کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ ممبر بنیں۔ دوسروں کو بھی بنائیں۔ اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے ماہنامے کو شائع کروائیں۔ نیز اپنے اشتہارات سے اس کا تعاون کریں۔ اور بذریعہ ماہنامہ دین و سنت کے اہم پیغام کو امت مسلمہ تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیں۔

ہمارا پتہ۔ خلیل اللہ اکیڈمی جمالڈیہہ چافہ پوسٹ بڑھنی بازار چافہ ضلع سدھارتھ نگر یوپی۔

رابطہ نمبر 6393021704

-Email-Qamaranjumfaizi@gmail.com

PUBLISHER:

KHALILULLAH ACADEMY

JAMAL DEEHA CHAFA, PO-BARHNI BAZAR CHAFA
DISTT-SIDDHARTH NAGAR (U.P)